ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

مُحرّمُ الحرام : ۱۴۲۱ھ
۴
اپریل : ۲۰۰۰ء

داستانِ عزم
قائدِ احرار سیّد عطاء المُحسن بخاری رحمہ اللہ کی ایک یادگار تحریر

نظام کی تبدیلی
مسائل کا واحد حل

آئین کی اسلامی دفعات
اور ڈاکٹر محمود احمد غازی کی وضاحت

فتنہ گوہر شاہی
مِرزا قادیان کا دوسرا جنم

امارتِ اسلامیہ افغانستان
مُشاھدات و تأثرات

ھماری دعوت

مَجلس احرارِ اسلام میں شامل
ہوکر اقامتِ حکومتِ الٰہیہ کا فریضہ ادا کریں

ھمارا منشور
طاقت کا سرچشمہ صرف اَللّٰہ جلّ جلالہٗ ہے
توحید و ختمِ نبوت اور اُسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارا دین ہے
خلافت و شورائیت اور اجماعِ امّت ہماری سیاست ہے
زکوٰۃ و عشر اور جزیہ و خراج ہماری معیشت ہے
اعلاءِ کلمۃ اللہ، جہاد اور غلبۂ اسلام ہمارا نصب العین ہے
حصولِ رضاءِ الٰہی و شفاعت نبی آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا مقصد ہے

شعبہ نشر و اشاعت: مجلس احرارِ اسلام، پاکستان

رفیقِ امیرِ شریعت
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ

اخبار الاحرار ☆ اخبار الجہاد

مقامِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

❖ جس شخص نے توحید، رسالت اور قیامت کے اقرار کے باوجود صحابہ کرام کی حرمت و عظمت اور وجاہت و عزت کا اقرار نہیں کیا وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو بہت ہی چھوٹا ہے۔

❖ اور جو شخص صحابہ رسول پر اعتماد نہیں کرتا وہ فہمِ قرآن، فہمِ شریعت اور اسوۂ رسول کی حقیقتوں کا زندگی بھر شناسا نہیں ہو سکتا۔

❖ صحابہ کی معرفت دین شناسی کی اساسِ اول ہے، صحابہ کا اتباع انسان کو شریعت کے بحرِ ذخار کا شناور بنا دیتا ہے۔

❖ صحابہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ کے اولین پاکباز گواہ ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ظاہر و باہر پر شاہد عادل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کے ارواح و اجسام کے خزاں رسیدہ چمن کو وحی و الہام کی بہاروں سے سجایا اور سنوارا ہے۔

❖ جس نے ابوبکر کو نہیں پہچانا وہ بے بصیرت، خلافتِ بلافصل رسول کیا سمجھے۔

❖ جس نے عمر فاروق کو نہیں پہچانا وہ بے ہنر، عدل و احسان اور فیصلہ و انصاف کیا جانے۔

❖ جس نے عثمانِ غنی کو نہیں پہچانا وہ بے بصر، حیاء و غنا اور انتخاب خلیفہ کی حقیقت کیسے سمجھ سکتا ہے۔

❖ جس نے علی کو نہیں سمجھا وہ بھنگ جان ہی نہیں سکتا کہ قضاء کیا ہے اور قاضی کون ہو سکتا ہے۔

❖ جس نے حسن کو نہیں جانا وہ کور بصر کیا جانے کہ قربانی و ایثار کیا ہے اور اجتماعیت و اصلاح کیا ہے اور فتنوں کو کیسے مٹایا جا سکتا ہے۔

❖ اور جس کج فکر ودوں نہاد نے معاویہ کو نہ جانا وہ کیا جانے کہ بیگانے کیسے آشنا بن جاتے ہیں، دشمن کیونکر دوستی کے حلقہ بگوش ہو جاتے ہیں۔ مروت و حسنِ سلوک کیا ہوتا ہے اور سیاستِ شرعیہ کیا ہے۔

قائد احرار، جانشین امیر شریعت
سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۱ | شمارہ ۴ | قیمت ۱۵ روپے

اپریل 2000ء

محرم الحرام 1420ھ

بیاد سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقائے فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150 روپے

بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم ، مہربان کالونی ملتان 061.511961

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

تشکیل

دلی کی بات: اداریہ
مدیر ــــــــــــ ۳

صدائے بازگشت: داستان عزم
قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ ــــــــــــ ۵

افکار: نظام کی تبدیلی، مسائل کا واحد حل
محمد عمر فاروق ــــــــــــ ۶

نوائے قلم: آئین کی اسلامی دفعات اور ڈاکٹر محمود احمد غازی کی وضاحت
مولانا زاہد الراشدی ــــــــــــ ۸

شاعری: نعت (پروفیسر عابد صدیق) (سید حباب ترمذی)، نظم (سید کاشف گیلانی)
غزل (ثاقب چوہان) نظم بیاد حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ (غلام دستگیر) ۱۱

اخبار الاحرار: جماعتی، تنظیمی و تبلیغی سرگرمیاں
نمائندہ خصوصی ــــــــــــ ۱۴

تحقیق و تجزیہ: مرزا قادیانی کا دوسرا جنم
ارشاد اللہ کمال ــــــــــــ ۲۹

دین و دانش: نوری دائرہ (فضائل اقامت و اذان)
پروفیسر تاثیر وجدان ــــــــــــ ۳۲

سفر نامہ: امارت اسلامیہ افغانستان....مشاہدات و تأثرات
پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی ــــــــــــ ۳۸

شخصیت: مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
امین الدین انصاری ــــــــــــ ۴۵

انشائیہ: لیلو کی ماں.....!
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی ــــــــــــ ۴۹

حسن انتقاد: تبصرۂ کتب
ذ۔ بخاری، خادم حسین ــــــــــــ ۵۲

ترحیم: مسافران آخرت ــــــــــــ ۵۵

دل کی بات

امریکی صدر کا دورۂ جنوبی ایشیاء ..... پس منظر پیش منظر

امریکی صدر کلنٹن ہندوستان اور پاکستان کا ~~امریکی صدر کا دورۂ جنوبی ایشیاء پس منظر پیش منظر~~ دورہ مکمل کر کے واپس چلے گئے۔ کئی مہینو سے تمام ذرائع ابلاغ پر اک شور بپا تھا اور اک غل مچا تھا۔ ان کے دورۂ جنوبی ایشیاء کو غیر معمولی اہمیت دی جا رہی تھی۔ پہلے اطلاع ملی کہ وہ صرف بھارت کا دورہ کریں گے۔ پھر خبر آئی کہ واپسی پر چھے گھنٹے پاکستان میں بھی قیام ہو گا۔ چنانچہ مسٹر کلنٹن ۲۵ مارچ کو اسلام آباد پہنچے۔ وزیر خارجہ نے خوش آمدید کہا، ایوانِ صدر میں صدر مملکت محمد رفیق تارڑ اور چیف ایگزیکٹو سیکرٹریٹ میں جنرل مشرف نے استقبال کیا۔ آزادی کشمیر، سی ٹی بی ٹی، بحالیٔ جمہوریت، جہادی تنظیمیں، افغانستان، اسامہ بن لادن اور نواز شریف کی جان بخشی وغیرہ وغیرہ موضوعِ سخن بنے۔ اسی شام جنرل مشرف نے اپنی پریس کانفرنس میں جو گفتگو کی اور اس کی جو تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں ان سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ جنرل صاحب ڈٹ گئے ہیں اور کلنٹن کو ٹکا سا جواب دیکر رخصت کر دیا ہے۔ اس کا اعتراف امریکی ترجمان جو لاک ہرٹ نے بھی کیا کہ ہم خالی ہاتھ واپس جا رہے ہیں۔ بعض حلقوں کا خیال تھا کہ روایتی ڈائیلاگ ہوں گے اور بات نشستن، گفتن، برخاستن تک ہی محدود رہے گی۔ بعض کا کہنا تھا کہ .... "پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہو گا"۔ ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔ لیکن جنرل مشرف نے جو تأثر دیا ہے وہ یکسر مختلف ہے۔

حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں اور ہمارے حکمران اپنے لئے کون سا راستہ متعین کرتے ہیں یہ تو مستقبل میں ہی ظاہر ہو گا لیکن قرائن و شواہد سے جو اندازہ ہم کر پائے ہیں وہ یہ ہے کہ اس وقت جنوبی ایشیاء میں چین، امریکہ کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ امریکہ سب کو لتاڑ چکا ہے مگر چین ابھی تک اس کے جال میں نہیں پھنسا۔ وہ جنوبی ایشیاء میں اپنے مذموم اور گھناؤنے کردار کے راستے میں چین کو سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے۔

امریکہ نے ماضی میں پاکستان کو روس کے خلاف استعمال کیا مگر ضیاء الحق مرحوم نے امریکہ کو بھی افغانستان میں پھنسا دیا۔ نتیجتاً انہیں پوری ٹیم کے ساتھ دشمنی دیکر امریکہ نے اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کی۔ ان سے پہلے بھٹو نے "وائٹ ایلیفینٹ" اور "مونگ پھلی فروش" کی پھبتی کس کر پھانسی کا پھندہ گلے میں ڈال لیا۔ بہت پہلے انڈونیشیا کے ہیرو سوئیکار نو مرحوم نے جرأت کرتے ہوئے کہا تھا "امریکی کتو، ایشیاء سے نکل جاؤ" اسے لاکھوں انسانوں کی قربانی دینی پڑی، الجزائر میں احمد بن بیلا نے مزاحمت کی تو حواری بومدین کے عتاب کا شکار بنا دیا۔ شاہ فیصل مرحوم نے عزت سے جینا چاہا تو بھتیجے سے قتل کرا دیا۔ عراق نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہا تو میزائلوں کی بارش کر کے لاکھوں معصوم اور بے گناہ بچوں کو قتل کر دیا۔ افغانیوں نے اطاعت سے انکار کیا تو ان پر بموں اور میزائلوں کا مینہ برسا دیا۔ یہ ہے جنوبی ایشیاء میں قیام امن کے لئے امریکہ کا گھناؤنا کردار اور یہ ہے امریکی جمہوریت کا اور چھور۔ اس وقت امریکہ کے نزدیک اس کے "دیرینہ دوست" پاکستان کی وہ اہمیت نہیں جو "نئے دوست" بھارت کی ہے۔ کشمیر اور شمالی علاقہ جات امریکہ کی بری نظروں میں ہیں۔ وہ یہاں بیٹھ کر چین سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہے۔ اور کشمیر کو دوسرا اسرائیل بنانا چاہتا ہے۔ روس اگر افغانستان میں مداخلت کر کے وہاں کے مسلمانوں پر

ظلم نہ ڈھاتا اور اپنی ریاستوں کے مسلمانوں پر جبر نہ کرتا تو آج حالات یکسر مختلف ہوتے۔ وہ اپنے توسیع پسندانہ رجحانات کی سزا پا رہا ہے اور امریکہ تنہا دندنا رہا ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ امریکہ کو سب سے زیادہ ذلت و شکست افغانستان میں اٹھانا پڑی۔ طالبان نے اسلامی نظام نافذ کیا اور امریکہ سے اپنی معیشت مستحکم کرنے کے لئے بھیک مانگنے سے انکار کر دیا۔ امریکہ جہاد افغانستان کا نتیجہ روس کی تباہی اور افغانستان پر قبضہ و تسلط کی صورت میں حاصل کرنا چاہتا تھا مگر اس کی دوسری خواہش پوری نہ ہوسکی۔ اب بھارت کو چین کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے۔ بھارت ہمیشہ روس کا حلیف رہا ہے اور پاکستان کے چین کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار اور مثالی تعلقات رہے ہیں۔ یہ قدرتی صورت حال ہے کہ پاکستان چین کے خلاف امریکہ کے لئے کوئی کردار ادا نہیں کر سکتا۔ اور اس کام کے لئے بھارت ہی اسے موزوں نظر آ رہا ہے۔ اس لئے حالیہ دورۂ بھارت میں مسٹر کلنٹن نے اپنی نوازشات کی بھرمار کر دی ہے۔ کئی معاہدے کئے۔ لالچ دیئے اور بھارت کو جنوبی ایشیاء میں چودھری بنانے کا سہانا سپنا بھی دکھایا۔ ہمارے نزدیک یہ فائنل راؤنڈ ہے اور باری امریکہ و بھارت دونوں کی آ گئی ہے۔ پاکستان انتہائی نازک موڑ پر کھڑا ہے۔ جناب جنرل مشرف بظاہر نو آموز اور نو وارد حکمران ہیں مگر اپنے عزائم سے گہرے اور پختہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ درج بالا حقائق کی روشنی میں ایسے فیصلے کریں گے جن سے پاکستان کا نظریاتی تشخص، دفاعی صلاحیت اور ملکی سلامتی محفوظ ہو۔ انہیں افغانستان کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور طالبان سے تعلقات مزید مستحکم کرنے چاہیں۔ کشمیر پر اپنے موقف میں کوئی لچک پیدا نہیں کرنی چاہیے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان میں اسلامی نظام کا فوری نفاذ کر کے قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کرنی چاہیے۔ بلاشبہ سابقہ حکمرانوں نے وطن عزیز کو داخلی اور خارجی دونوں محاذوں پر ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اس لئے وہ ناقابل معافی ہیں۔ بددیانت اور ضمیر فروش سیاست دانوں کا فوری اور تیز رفتار احتساب کر کے انہیں عبرتناک سزا دینی چاہیے۔

۲۳ مارچ کو جناب مشرف نے جو پیکج دیا ہے وہ بھی کوئی قابل قبول سسٹم نہیں۔ نظام کی تبدیلی کا یہ مطلب نہیں کہ برطانوی نظام کی کوئی بگڑی ہوئی شکل قوم پر مسلط کر دی جائے۔ انہوں نے ضلعی حکومتوں کا جو نظام رائج کرنے کا اعلان کیا ہے وہ ایوب خان کے بی ڈی سسٹم کا کوئی اعلیٰ ایڈیشن معلوم ہوتا ہے اور یہ ہمارے مسائل کا حل نہیں ہمارے مسائل کا اوّل و آخر حل اسلامی نظام کا فوری اور قوت کے ساتھ نفاذ ہے۔ جنرل مشرف اس وقت بلاشرکت غیرے طاقتور حکمران ہیں اور لوہا کاٹ کر اپنی طاقت کا لوہا منوا کر آئے ہیں۔ وہ یہ کارنامہ بخوبی اور آسانی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ دینی جماعتوں اور جہادی تنظیموں کے بارے میں وہ اپنے جس موقف کا پوری شرح و بسط کے ساتھ مسلسل اعادہ و اظہار کر رہے ہیں اس سے ان کے بارے میں ایک مثبت فضا بن رہی ہے۔ جنرل مشرف نفاذ اسلام کا فریضہ انجام دے دیں تو تمام دینی قوتیں ان کے ہم قدم اور ہمسفر ہوں گی۔ جمہوریت نے پاکستان کا بیڑہ غرق کیا ہے اس لیئے اس کی بحالی کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس سے مزید تباہی آئے گی۔ اور پاکستان موجودہ حالات میں اس کا قطعی متحمل نہیں۔ امید ہے کہ جنرل مشرف، جنرل ضیاء الحق کی طرح وقت ضائع نہیں کریں گے۔ لوہا گرم ہے ضرب لگائیں اور آگے بڑھیں۔

❖

باز گشت

محسنِ احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

داستانِ عزم

متلاشیانِ حق و صداقت زندگی کی موت آساوادی میں صدیوں سے بھٹک رہے ہیں اور تلاش کے ان کے سنگین مرحلوں میں متاعِ روح و جاں لٹا رہے ہیں مگر نتائج اہرمن کے دجل و فریب کے حق میں نکلتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس تسلسل کے ساتھ کیوں رونما ہوا؟ صرف اور صرف اس لئے کہ انسانوں نے آسمانی الہامی ادیان کو چھوڑ کر محض حیوانی فکر کو نجات و سلامتی کی راہ اور صراطِ مستقیم سمجھا اور اس پر بگٹٹ گھوڑے کی طرح سرپٹ ہو گئے۔ انیسویں صدی کے آخر میں زمینِ پنجاب کے ایک فرزند ناہموار مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی وہی راگ الاپا جو اس کے پیش رو اسود عنسی، مزدک ایرانی اور مسیلمہ کذاب وغیرہ نے گایا تھا، غلام احمد قادیانی کی سرپرستی بحری قزاقوں کی منظم سٹیٹ کرنے لگی اور یہ دجال بحرِ ظلمات، فرنگی سامراج کی بوٹ میں تیرنے لگا۔ اس نہنگِ بے اماں نے امتِ مسلمہ کو لخت لخت کر ڈالا اور ایک نئی امت کی تشکیل میں کامیاب ہو گیا۔

ہندوستان میں راہروانِ جادۂ حق نے زبان و بیان اور قلم و قرطاس کی مجالس میں اس کا محاسبہ و مقابلہ کیا۔ مگر ۱۹۳۰ء میں امام المحدثین حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ نے بنی ہاشم کے لعلِ جہاں تاب سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو "امیر شریعت" بنایا اور ہندوستان بھر کے علماء امت نے انکے دست حق پرست پر بیعت جہاد کی تو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نے اپنے عظیم رفقاء سمیت مجلسِ احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے مرزائیت کے قلعہ پر اتنے شدید اور تابڑتوڑ حملے کئے کہ مرزائی چوکڑی بھول گئے۔ قلم و قرطاس اور منبر و محراب کے دائرے سے نکل کر مرزائی براہ راست عوامی احتساب کی زد میں آ گئے اور بری طرح کچل دیئے گئے۔ مرزائی دولت پر شب خون مارنے میں اتارو ہیں۔ انہوں نے دولت کے سہارے پر پاکستان اور بیرونِ ملک اس فتنۂ ارتداد کو نئی بیساکھیوں سے زندہ رکھنے کی تگ و دو شروع کی ہے۔ حالات کا تقاضا تھا کہ مرزائیت کا محاسبہ اس دور کے تقاضوں کے مطابق بھی کیا جائے سو ہم نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نصرتِ غیبی کے سہارے امت مسلمہ کے فکر و نظر کو سنوارنے کا یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا
پہلا اداریہ (فروری ۱۹۸۸ء)

محمد عمر فاروق

نظام کی تبدیلی ہی مسائل کا واحد حل ہے

جمہوریت کا دھڑن تختہ ہوئے چار ماہ ہی گزرے ہیں کہ وہ سیاستدان جو نواز حکومت کے خاتمے پر خوشی سے بغلیں بجاتے نظر آتے تھے۔ اب پھر پیٹ تھامے بحالیٔ جمہوریت کے نسخۂ شافی کی تلاش میں سرگرداں ہوگئے ہیں۔

عوام ہیں کہ حیران و پریشان ہیں۔ وہ بابو اور بی بی دونوں کی جمہوریت کے مزے لے چکے ہیں اور اب رہی سہی کسر موجودہ حکمرانوں کے اندازِ حکمرانی سے پوری ہو رہی ہے۔ پاکستان میں جمہوریت ہمیشہ سے اقتداریوں کی داشتہ رہی ہے اور جمہوری نظام کے خلاف میں آمریت کا دیو استبداد عوام کے نرخرے پر پنجہ زن رہا ہے۔ ظالم اقتدار پرستوں نے نیم جان مخلوقِ خدا کے زخم زخم جسموں پر تارا مسیح کی طرح صرف کوڑے برسانے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ان کی بلبلاتی روحوں کو بھی بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر بلاکوؤں، چنگیزوں اور اشتریوں کی وحشت و درندگی کو بھی شرما دیا ہے۔ باون برسوں سے پاکستان برطانیہ سے آزادی حاصل کر کے بھی غلام ہے۔ ہر حکمران نے عوام کی خدمت کا نعرہ بلند کیا، عوامی حقوق کی پاسداری کا مژدہ سنایا اور عدل و انصاف کی بالادستی کی نوید دی۔ لیکن ان طالع آزماؤں کے عہد میں عوام کا وجود بڑی عملاً معدوم کیا جاتا رہا۔

غربت و افلاس سے ماری خلقِ خدا نے ملک، قوم اور اسلام کی خاطر کسی قربانی سے کبھی انکار نہیں کیا۔ اپنی ہر قیمتی متاع حتیٰ کہ جانوں کے نذرانے تک پیش کر دیئے۔ مگر ملک و ملت کے سوداگروں نے قوم کے ایثار و خلوص کے اس انمول سرمائے کو کیش کرا کے اپنی حرص و ہوس کے سوئس بینک بھرے۔ اور اس کے بے جان جسم کو اتفاق فاؤنڈری کی بھٹیوں میں جلا کر راکھ کر ڈالا۔ موجودہ حکومت میں بھی عوام کہاں ہیں؟ جمہوریت ہو یا مارشل لاء، عوام یا عام آدمی کی بجائے خواص ہی حکومت کے کل پرزے ہوتے ہیں۔

۱۴ کروڑ عوام میں سے کبھی کسی حکومت کو نچلے طبقے میں سے کوئی جوہر قابل نظر نہیں آتا۔ اور لے دے کے مخصوص خاندانوں کے فرزندانِ ناہموار پشت در پشت ہمارے حاکم بنا دیئے جاتے ہیں۔ آج کل این جی اوز کی حکمرانی ہے۔ لبرل، لادین اور برطانوی خود کاشتہ گروہ کے ارکان کی بے لگامی ملک کے تشویشناک مستقبل کی غمازی کر رہی ہے۔ اللہ ہمارے وطن کو اس نازک گھڑی میں اندرونی و بیرونی دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)۔ اگر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ سب کیا دھرا جمہوریت ہی کا تو ہے۔ جس نے ملک و قوم کو اس ابتر حالت میں پہنچا دیا ہے۔ وحشت و درندگی کی حدیں عبور کر لی گئی ہیں۔ غیرت و حمیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ دینی و اخلاقی قدروں کو روندا جا رہا ہے۔ ظلم و بہیمیت کا جن بے قابو ہو چکا ہے۔ خود کشی اور خود سوزی کے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے والدین

اپنے جگر کے ٹکڑوں کو دو وقت کا کھانا مہیا نہ کر سکنے پر اپنے ہاتھوں سے قتل کر رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے سیکس فری معاشرہ کی بنیادیں رکھ کر شرم و حیاء کو قصۂ پارینہ بنایا جا رہا ہے۔ عدالتیں انصاف بانٹنے کی بجائے مجرموں کو پروان چڑھا رہی ہیں کیا یہ سب کچھ جمہوریت کے نام پر اور جمہوریت کے ماحول میں بھی نہیں ہوتا رہا اور اب تو یہ سلسلہ مزید رفتار پکڑ رہا ہے۔

ایسی انسان کش اور دین دشمن جمہوریت ہمیں کبھی اور کسی صورت میں قبول نہیں ہے۔ جمہوریت جو مغربی ممالک کو آج تک امن و سکون فراہم نہیں کر سکی تو وہ ہمیں کیا دے سکتی ہے۔ عوام ایسے خونی نظام اور جمہوریت کے کور بصر عاشقان سے عاجز آ چکے ہیں۔ کیونکہ غیر فطری اور انسان کے بنائے ہوئے نظام دم توڑتی انسانیت کے لیے کبھی آبِ حیات ثابت نہیں ہو سکتے نظام کی تبدیلی کے بغیر معاشرہ میں بہتری کا تصور کرنے والے درحقیقت احمقوں کی "دوزخ" میں رہتے ہیں۔ جمہوریت زادوں کے نزدیک جمہوریت کا مفہوم ذاتی مفاد کا تحفظ و حصول ہے۔ جیسا کہ ایک حالیہ بیان میں بیگم کلثوم نواز نے کہا ہے کہ "وہ جیل میں بند" "جمہوریت کو آزاد کرانے کے لیے نکلی ہیں۔

یاد رکھیے! جب تک تخلیق پاکستان کے حقیقی مقاصد پورے نہیں کیے جائیں گے۔ ملک میں بے چینی و اضطراب کی فضاء قائم رہے گی۔ اور کسی مخلص قیادت کے ظہور اور اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کی امید محض ایک سراب بنی رہے گی۔ جس سے فائدہ اٹھا کر قریشی، ٹوانے، دولتانے، گیلانی، مزرے، قزلباش، راجے، چٹھے، جنجوعے، چودھری، کھرل، موکل، مزاری، لغاری، دریشک، بگٹی، خان، نواب، سردار اور ملک ہمیشہ کی طرح ہمارے سروں پر مسلط رہیں گے۔

اشاعت خاص

بیاد امیر احرار، سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان اپنے بانی مدیر اور مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت پر عنقریب ایک یادگار تاریخی نمبر شائع کر رہا ہے۔ مجلس احرار اسلام سے وابستہ کارکنوں، حضرت شاہ جی کے ذاتی دوستوں اور ان کی شخصیت سے متاثر ہونے والے احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے تأثرات اپنی یادیں اور ملاقاتیں جلد قلم بند کر کے ادارہ کو ارسال فرمائیں۔

جن احباب کے پاس حضرت شاہ کی کوئی تحریر، آٹوگراف یا آڈیو کیسٹ موجود ہیں تو اس کی نقل عطا فرمائیں۔ تاکہ اس عظیم نمبر میں اسے شامل کیا جا سکے۔ ان شاءاللہ یہ نمبر صوری اور معنوی اعتبار سے تاریخی حیثیت کا حامل ہوگا۔

مولانا زاہد الراشدی

آئین کی اسلامی دفعات اور ڈاکٹر محمود احمد غازی کی وضاحت

دستور پاکستان کے معطل ہونے کے بعد دستور کی اسلامی دفعات بالخصوص قرارداد مقاصد اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے متعلقہ شقوں کے حوالہ سے دینی حلقے مسلسل تشویش و اضطراب کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں گزشتہ دنوں میں دو وضاحتیں سامنے آئی ہیں ایک وزارت قانون کے ترجمان کی طرف سے اس طرح ہے کہ "قادیانیوں کے بارے میں آئین کے آرٹیکل 260 کی کلاز تھری بدستور نافذ العمل ہے جس کے تحت قادیانی گروپ اور خود کو احمدی کہنے والے لاہوری گروپ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ یہ بات وزارت قانون کے ایک ترجمان نے گزشتہ روز بتائی۔ ترجمان نے کہا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین سے متعلقہ اسلامی دفعات بشمول آرٹیکل 260 کے کلاز تھری کی دفعات 14 اکتوبر 1999ء کے آرڈر اور عبوری آئینی حکم نمبر 1، 1999ء سے ہرگز متصادم نہیں بلکہ یہ تمام دفعات اس وقت بھی نافذ العمل ہیں۔ وزارت قانون کے ترجمان نے بعض حلقوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے اس تاثر کو قطعی غلط قرار دیا کہ 14 اکتوبر 1999ء کو ہنگامی حالات کے نفاذ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کو معطل قرار دینے کے بعد قادیانیوں سے متعلقہ آئینی دفعات نافذ العمل نہیں رہیں۔ ترجمان نے کہا کہ اس بارے میں پھیلائے گئے شکوک و شبہات بلاجواز ہیں۔ ترجمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ 1999ء کے عبوری آئین کے حکم نمبر 1 کے آرٹیکل 2 میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعات معطل ہونے کے باوجود پاکستان کو ہر ممکن طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق ہی چلایا جائے گا"۔

جبکہ دوسری وضاحت ہمارے محترم دوست اور بزرگ ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب نے نیشنل سیکورٹی کونسل کے رکن کی حیثیت سے کی ہے اور 27 فروری کو لاہور میں مولانا امین احسن اصلاحی کی یاد میں منعقد ہونے والی تقریب سے خطاب کے بعد اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا ہے کہ "نیشنل سیکورٹی کونسل اسلامی عقائد اور قرارداد مقاصد کو سامنے رکھ کر ہی کوئی کام کرے گی اس کے علاوہ کسی چیز پر عمل نہیں ہوگا، دستور میں اسلامی شقیں معطل نہیں ہیں، قادیانی غیر مسلم ہیں اور غیر مسلم ہی رہیں گے، پاکستان شریعت ہی سپریم لاء ہے کسی بھی اعلیٰ عدالت نے آج تک شریعت کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں دیا، پی سی او کے تحت آئین کی محض مخصوص دفعات کو معطل کیا گیا ہے سارا آئین معطل نہیں، عدالتیں بدستور کام کر رہی رہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم نہیں کیا جارہا یہ ساری غلط فہمیاں ہیں اس کے ممبران کی کم از کم تعداد 5 موجود ہے آئندہ چند دنوں میں نئے ارکان کی تقرری بھی کردی جائے گی۔ ان کی سمری چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف کے پاس ہے موجودہ حکومت پر قادیانی ازم پھیلانے کا الزام درست نہیں یہ افواہیں ہیں جن تین اہم شخصیات کے بارے میں قادیانی ہونے کا کہا گیا ہے اس کے بارے میں

تحقیقات کی گئیں تو وہ درست ثابت نہ ہوا"

حکومتی حلقے کی دو ذمہ دار شخصیتوں کی طرف سے اس وضاحت پر جہاں اطمینان کے اس پہلو کا اظہار ضروری ہے کہ حکومت نے اس سلسلہ میں دینی حلقوں کے اضطراب کو محسوس کیا ہے اور اس کا نوٹس لیا ہے وہاں اس قدر تفصیلی وضاحت کے باوجود یہ فرض کرنا بھی نامناسب نہیں ہوگا کہ آئینی بحران اور خلاء کے حوالہ سے مسئلہ ابھی جوں کا توں ہے اور دستور پاکستان کی مذکورہ اسلامی دفعات اصولی طور پر بدستور ابہام کا شکار ہیں مثلاً یہ بات ڈاکٹر غازی صاحب نے بھی فرمائی ہے اور وزارت قانون کے ترجمان کے بیان میں بھی اس طرف اشارہ موجود ہے کہ دستور پاکستان کی بعض دفعات کو معطل کیا گیا ہے اور ان کے سوا باقی دستور موجود ہے اور ملک کا نظام اس کے مطابق چلانے کی کوشش ہو رہی ہے، لیکن جہاں تک ہمیں یاد ہے کہ جنرل مشرف نے چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے ملک کا نظم و نسق سنبھالنے کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے بارے میں جو اعلان کیا تھا وہ یہی تھا کہ دستور پاکستان معطل ہونے سے مستثنیٰ قرار پانے والی دستوری دفعات کا کوئی ذکر ہے اس لئے جب یہ کہا گیا ہے کہ "دستور معطل ہے" تو اس کا مطلب یہی ہے کہ پورے کا پورا دستور معطل ہے، ورنہ اس تعطل کے دائرہ میں نہ آنے والی دفعات کا علیحدہ طور ذکر ضروری تھا، بلکہ وزارت قانون کے ترجمان کی مذکورہ وضاحت کے اس جملہ کو دوبارہ دیکھ لیں کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آئین کی دفعات معطل ہونے کے باوجود پاکستان کو ہر ممکن طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق ہی چلایا جائے گا" اس جملہ میں ہمیں دو باتیں واضح طور کھٹک رہی ہیں ایک یہ بات "دستور معطل ہونے" یا دستور کی دفعات معطل ہونے "میں اٹکی ہوئی ہے اگر "دستور" معطل ہوا ہے تو اس کی اسلامی دفعات کیسے باقی ہیں اور اگر" دستور کی دفعات" معطل ہوئی ہیں تو معطل ہونے والی اور بحال رہنے والی دستور دفعات کی تفصیل کہاں ہے؟ دوسری بات "ہر ممکن طور پر" کا جملہ ہے۔ دستور کے مطابق ملک کا نظام چلانے کی گارنٹی کو کمزور کر رہا ہے اور الجھن یہ ہے کہ اس "ہر ممکن طور پر" کے تعین کا فیصلہ کس کے ہاتھ میں ہے اور اس کی چابی کس کے پاس ہے؟

اس ضمن میں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ دستور کی معطلی یا اس کی بعض دفعات کی معطلی یا دستور کی اسلامی دفعات کی بحالی کا تعلق چیف ایگزیکٹو کے دوسرے فرمان سے ہے اور جو کچھ بھی خلاء یا بحران نظر آرہا ہے وہ اسی سے پیدا ہوا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا وزارت قانون کے ترجمان کی وضاحت یا نیشنل سیکورٹی کونسل کے ایک رکن (ڈاکٹر محمود غازی کے تمام تر احترام کے باوجود ان سے معذرت کے ساتھ) کے ارشاد سے دستور کا خلاء پر ہوجاتا ہے؟ اور انکے فرمودات کو عبوری آئین کے فرمان کا قائم مقام یا اس کا متبادل ہونے کی صلاحیت و حیثیت حاصل ہے؟ اگر ایسا ہوجاتا ہے تو ہمارے لئے بہت خوشی کی بات ہے اور اس اطمینان کا اظہار کرنے اور اس پر حکومت کا شکریہ ادا کرنے میں ہمیں کوئی باک نہیں ہے، لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور دستور کے ابہام یا خلاء

کو دستوری فرمان نے ہی دور کرنا ہے، تو ہم اپنی اس سابقہ درخواست پر بدستور قائم ہیں کہ چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف عبوری دستور کے ایک مستقل فرمان کے ذریعہ قرار داد مقاصد سمیت دستور کی تمام اسلامی دفعات اور قادیانیوں سے متعلقہ شقوں کی بحالی کا اعلان کریں کیونکہ اس کے بغیر اس حوالہ سے دینی حلقوں کے اضطراب اور تشویش میں کمی نہیں ہوگی۔

اس کے ساتھ محترم ڈاکٹر محمود احمد غازی سے ایک اور بات کی وضاحت کی درخواست بھی کر رہا ہوں، کہ انہوں نے اسلامی نظریاتی کونسل کے بارے میں تو یہ خوش آئند وضاحت کر دی ہے کہ اس کا وجود قائم ہے اور بہت جلد اس کی تکمیل ہونے والی ہے، لیکن اگر سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلیٹ بنچ کے بارے میں بھی شکوک و شبہات ابھر رہے ہیں۔ اب تک سامنے آنے والی صورت حال یہ ہے کہ شریعت اپیلیٹ بنچ کے جسٹس خلیل الرحمان خان اور جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی نے حلف نہیں اٹھایا تھا اور اس کے بعد کسی نئے "شریعت اپیلیٹ بنچ" کی تشکیل ہماری نظر سے نہیں گزری، اس لئے ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ دستور پاکستان کی صراحت کے مطابق اس وقت سپریم کورٹ کے "شریعت اپیلیٹ بنچ" کا ڈھانچہ کیا ہے؟ مجھے ڈر ہے کہ ہمارے اس دوست کی بات کہیں سچ نہ ہو جائے، جس نے سپریم کورٹ کے "شریعت اپیلیٹ بنچ" کا ڈھانچہ کی طرف سے سودی قوانین کے خاتمہ کے تاریخی فیصلے کے بعد کہا تھا کہ "مولوی صاحب! کیا یہ بنچ اب اپنا وجود رکھ سکے گا؟

ردِ مرزائیت میں اہم کتابیں

اسلام اور مرزائیت... تقابلی مطالعہ
(علامہ محمد عبداللہ) = ۱۵/ روپے

تائید آسمانی در ردِ نشان آسمانی
(مولانا محمد جعفر تھانیسری) = ۱۰/ روپے

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مجاہد ختمِ نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت:=/100

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

جانشین جگر سید حباب ترمذی

نعت

روشنائی کو اشکوں سے نم کیجیے
نعت احمد سپردِ قلم کیجیے

اس کی توقیر ہر گز نہ کم کیجیے
ہر جگہ اپنے سر کو نہ خم کیجیے

توں ادا قرض لوح و قلم کیجیے
ان کے اوصاف حسنہ رقم کیجیے

سادگی محمد کو اپنایئے
اپنے اسراف بیجا کو کم کیجیے

اللہ اللہ مدینے کا جغرافیہ
مفت میں سیر باغِ ارم کیجیے

ہر گھڑی یاد رب العلیٰ ہو اگر
ہر نفس ذکر خیرالاُمم کیجیے

جس کا قرآن و سنت سے ٹکراؤ ہو
ایسے آئین کو کالعدم کیجیے

اس سے تکلیف پہنچے گی سرکار کو
جبر کے سامنے سر نہ خم کیجیے

دور ہو جائیں گی سب پریشانیاں
اسم اعظم کوئی پڑھ کے دم کیجیے

دمبدم کیجیے ذکرِ خیرالوریٰ
ذکر خیرالوریٰ دمبدم کیجیے

وہ دلوں کی حقیقت سے آگاہ ہیں
آنسوؤں سے نہ تغیر غم کیجیے

دل میں اللہ ہو ذہن میں مصطفےٰ
اس ادا سے طوافِ حرم کیجیے

اس سے بڑھ کر نہیں بدنصیبی کوئی
ان سے اپنا تعلق نہ کم کیجیے

خود بھی سجدہ میں ہوں دل بھی سجدہ میں ہو
یوں جبیں کو نمازوں میں خم کیجیے

اس سے سیری نہیں ہوتی انسان کی
کتنا ہی ذکر شاہ امم کیجیے

ان کی سرکار سے ان کے دربار سے
کم نہ امید لطف و کرم کیجیے

احمد مجتبےٰ ناخدا ہیں حباب
کچھ نہ پروائے طوفانِ غم کیجیے

پروفیسر عابد صدیق (بہاولپور)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

محرومیٔ موہوم کا بھی اُس کو نہ غم ہو
جس شخص کی امید ترا ذوقِ کرم ہو

کیا حکم ہے اُس شخص کے بارے میں کہ جس کی
دز دیدہ نگاہی کا سبب دیدۂ نم ہو

وہ نعتِ ہمیشہ رہے روشن سرِ دیوان
جو اسمِ محمد کے اجالے میں رقم ہو

اک عمر ثنا خوانیٔ آقا میں گزاروں
اس پر بھی مری حسرتِ اظہار نہ کم ہو

دم سے ترے صحرا بنے سر چشمۂ تہذیب
فیضانِ قدم سے ترے بت خانہ حرم ہو

اے جس کی سیادت کی خبر لوح پہ محفوظ
اے جس کی قیادت شرفِ نوکِ قلم ہو

دل ان کی محبت سے ہو سرشار تو عابد
آہنگِ غزل، زمزمۂ نعت میں ضم ہو

سید کاشف گیلانی

میں نہیں ڈرتا

کسی ظالم کے جبرِ ناروا سے میں نہیں ڈرتا
کسی بھی ظلم سے جورو جفا سے میں نہیں ڈرتا

ڈرانا چاہتے ہو تم مجھے دارو رسن سے کیوں
خدا راضی ہو جس پر اس قضا سے میں نہیں ڈرتا

کوئی انجام ہو بخیئے تمہارے میں ادھیڑوں گا
سزا دو شوق سے ہرگز سزا سے میں نہیں ڈرتا

خدا کو علم ہے دھوکے دیئے تم نے بہت ہم کو
کسی خائن کی آہِ نا رسا سے میں نہیں ڈرتا

ترے لطف و عطا سے خوف آتا ہے مجھے حضرت
تری ناراضگی سے بددعا سے میں نہیں ڈرتا

ہوئے ہیں جبہ و دستار رُسوا اک ترے دم سے
خدا شاہد ترے مکر و ریا سے میں نہیں ڈرتا

خدا کی ذات کو خود سے ڈرانا خوب آتا ہے
ہر اک جابر سمجھتا ہے خدا سے میں نہیں ڈرتا

ہوا ہوں جب سے پیدا اس قدر دشواریاں دیکھیں
کسی بھی درد و غم رنج و بلا سے میں نہیں ڈرتا

تمہاری ذلتوں کی ابتدا بھی خوب ہے لیکن
تمہاری ذلتوں کی انتہا سے میں نہیں ڈرتا

میں ہوں احرار کاشف مجھ پر قدرت کا کرم یہ ہے
کسی بھی آشنا نا آشنا سے میں نہیں ڈرتا

موتی رولن والا چہرہ

حضرت سید عطاء المحسن بخاری دی نذر

غلام دستگیر

سوچاں دی عظمت دا مکھڑا
استقلال دا پیکر سی اوہ
"دل دی بات"[1] سناون والا
دھرتی نوں لشکاون والا
کفر دے اگے کندھ اوہ بنیا
بھڑکی اگ دا اک سمندر
یاں فیروسن والا بدل
شرک تے بدعت دا سی ویری
بے خوفی دا میکل منارہ
دولت اگے سر نہ جھکیا
ظلمت اگے سورج بنیا
مٹھا سیوک شاہ جی[2] ورگا
موتی رولن والا چہرہ
صابر، شاکر عقلاں والا
پتھر دل نوں موم بناندا
کامل اُچے جذبے والا
جرأت، عظمت دا اک سورج
حرف سیاست اوہنے پڑھیا
حق دا نعرہ تھاں تھاں جڑیا
دین حقیقی دیاں گلاں
کیتیاں اوہنے پڑھیا پڑھیا
تھکیاں وی اوہ جھکیا ناہیں
ڈریاں پینڈا مکیا ناہیں

(۱) حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کا معروف اخباری کالم "دل کی بات" (۲) حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

رپورٹ: عبداللطیف خالد چیمہ (مرکزی ناظم نشر و اشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان)

- شہداء ختم نبوت نے جو راستہ دکھایا ہم بھی اسی کے راہی ہیں
- مرزائی کفر و ارتداد کو اسلام کا نام دے کر دھوکہ دے رہے ہیں
- مدارس اسلامیہ کے نصاب اور نظام میں سرکاری مداخلت مسترد کرتے ہیں
- ہم دار ارقم اور صفہ کی تہذیب کی بقا کی جنگ کر رہے ہیں۔
- **امریکہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے**
- ہم موت قبول کرلیں گے لیکن آزادی کا سودا کرنے والے ہاتھ کاٹ دیں گے۔

امیر احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری

۲۲ ویں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس سے مقررین کا خطاب

تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ۲۲ ویں سالانہ دو روزہ شہداء ختم نبوت کانفرنس ۲-۳ مارچ جمعرات، جمعہ جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہوئی جس میں ملک کے طول و عرض سے مجاہدین ختم نبوت اور سرفروشان احرار نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر، ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے والے دس ہزار فرزندان توحید اپنا خون دے کر ہمارے لئے جو راستہ متعین کر گئے ہیں ہم اس کے وارث ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کے دور حکومت میں دس ہزار نہتے مسلمانوں کو محض اس لیے گولیوں سے بھون دیا گیا کہ وہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا مطالبہ کر رہے تھے آخر کار شہیدان ختم نبوت کا خون بے گناہی رنگ لایا۔ مرزائی نہ صرف پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے بلکہ پوری دنیا پر یہ ظاہر ہو گیا کہ مرزائی اپنے کفر و ارتداد کو اسلام کا نام دے کر دھوکہ دے رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام قادیانیوں کی اس دھوکہ دہی کا پردہ چاک کرنا اپنے ایمان کا حصہ سمجھتی ہے۔ ہم مرزائیوں کی چالوں اور عالم اسلام کے خلاف سازشوں کو طشت از بام کر کے توحید کے بعد امت کے دوسرے بڑے عقیدے کے تحفظ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ۱۹۵۳ء کے شہداء کے خون کا صدقہ ہے کہ آج پاکستان کی کھلی فضا میں اسلام کے نام لیوا کام کر رہے ہیں۔ ہم مدارس اسلامیہ کے نظام و نصاب میں کسی بھی سرکاری مداخلت کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ "ہم دار ارقم اور صُفہ" کی تہذیب کی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ افغانستان کا اسلامی انقلاب اور ملا عمر کا مثالی کردار ہمارے لئے روشن

مثال ہے۔ مدارس عربیہ اور جہادی تنظیموں کو دہشت گرد قرار دینے والا امریکہ اور اس کے حاشیہ بردار خود سب سے بڑے دہشت گرد، بین الاقوامی ڈاکو اور لٹیرے ہیں جو اپنی بدمعاشی اور چودھراہٹ کیلئے مسلمانوں کا استحصال کر رہے ہیں۔ ہم غلامی کی تمام زنجیروں کو توڑنے کا برملا اعلان کرتے ہیں۔ ہم موت قبول کرلیں گے لیکن قوم کی آزادی کا سودا کرنے والے ہاتھ کاٹ کر رکھ دیں گے۔

حکمران، مخلوق پر امریکہ کی بجائے اللہ کے احکامات نافذ کریں یہی امت کی فلاح کا راستہ ہے۔
(مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مرکزی ناظم اعلیٰ)

مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے کہا کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کا ایجنڈا دراصل یہود و نصاریٰ کے عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی گھناؤنی سازش کا حصہ ہے۔ مجلس احرار سی ٹی بی ٹی پر دستخط کو دینی و قومی غیرت کے خلاف قرار دیتی ہے اور حکمرانوں سے کہتی ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق پر امریکہ کی بجائے اللہ کے احکامات نافذ کریں یہی امت کی فلاح کا راستہ ہے۔

- ○ مخلوط انتخاب کی تجویز قادیانی سازش کا حصہ ہے۔ ○ ختمِ نبوت کی آئینی ترمیم کا ہر قیمت پر تحفظ کریں گے
- ○ کوئی حکومت ہمارے نظریاتی تشخص کو ختم نہیں کر سکتی — چودھری ثناء اللہ بھٹہ (مرکزی نائب امیر)

مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے کہا قادیانی کسی بھول میں نہ رہیں کہ آئین معطل ہونے سے عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ والی آئینی ترمیم ختم ہو گئی ہے ختمِ نبوت کے محاذ پر ہمارے قدم آگے بڑھ رہے ہیں کوئی حکومت یا بیرونی طاقت ہمارے نظریاتی تشخص کو ختم نہیں کر سکتی ہم مخلوط طرز انتخاب کی تجویز مسترد کرتے ہیں یہ قادیانیوں اور اسلام دشمن قوتوں کا ایجنڈا ہے جو قادیانیوں اور عیسائیوں کو چور دروازے سے ملکی سیاست میں دخیل کرنا چاہتے ہیں۔

احرار، تحریک ختمِ نبوت میں قربانی نہ دیتے تو آج ملک کفر وارتداد کے قبضے میں ہوتا (مولانا مجاہد الحسینی)

ممتاز عالم دین مولانا مجاہد الحسینی نے کہا کہ امت مسلمہ پر مجلس احرار کے اکابر کا بہت بڑا احسان ہے۔ انگریز کی باغی اس جماعت نے انگریز سامراج کے پروردہ قادیانی ٹولے کی سازشوں کو بھانپ لیا اور مرزا بشیر الدین محمود کی بلوچستان کو "احمدی سٹیٹ" بنانے کی بین الاقوامی سازش کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔ احرار تحریک تحفظ ختمِ نبوت میں قربانی نہ دیتے تو آج پورا ملک کفر وارتداد کے قبضے میں ہوتا۔

قادیانی نواز سیاستدانوں کا اثر و نفوذ ختم کئے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا (پروفیسر خالد شبیر احمد)

پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ کشمیر میں جاری جہاد کو دہشت گردی قرار دینے کیلئے قادیانی وفود دنیا

کے مختلف حصوں میں پاکستان دشمن لابیوں سے رابطے اور ملاقاتیں کر رہے ہیں تاکہ پاکستان کو ایک دہشت گرد ملک قرار دلوایا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اور قادیانی نواز سیاستدانوں کا اثر و نفوذ ختم کیے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا۔

○ حکومت دینی مدارس اور جہادی تنظیموں پر پابندی کا خیال دل سے نکال دے
○ حکمرانوں کی طرف سے روشن خیالی کی یقین دہانیاں مغرب سے مرعوبیت ہے
عبداللطیف خالد چیمہ (مرکزی سیکرٹری اطلاعات)

عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ "فوجی حکمران جنرل مشرف کی طرف سے مذہبی معاملات میں ترقی پسندانہ اور روشن خیالی پر مبنی رویے کی بار بار یقین دہانی اور وضاحت دراصل ملک کے نظریاتی و اسلامی تشخص کی نفی ہے جو امریکہ و مغرب سے مرعوبیت کی عکاسی کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دینی اداروں اور جہادی تنظیموں پر کنٹرول یا پابندی کا خیال دل سے نکال دے۔

محمد عمر فاروق نے کہا کہ قادیانی اور این جی اوز کا اثر و نفوذ قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ سوڈان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا کی طرح یہاں بھی این جی اوز غربت کو استعمال کر کے مسلمانوں کو مرتد بنا رہی ہیں۔

○ قادیانی سی آئی اے، را اور موساد کے ایجنٹ ہیں۔
○ مرزا قادیانی اپنے کردار کے حوالے سے ایک شریف انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں وہ اپنی پیش گوئیوں کے آئینے میں ایک جھوٹا، فریبی، مکار اور دغاباز انسان تھا
(مولانا اعظم طارق)

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے صدر مولانا محمد اعظم طارق نے کہا کہ قادیانی اسرائیل، سی آئی اے اور را کے ایجنٹ بن کر امت مسلمہ میں تفریق پیدا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چناب نگر کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دے دئیے جائیں تو قادیانی جماعت کا تسلط ختم ہو سکتا ہے۔ جعل سازی اور فریب کاری کا دوسرا نام مرزائیت ہے۔ اور مرزا قادیانی اپنی تحریروں اور کردار کے حوالے سے ایک شریف انسان کہلانے کا اہل بھی نہیں۔ مرزا قادیانی کو اس کی پیش گوئیوں کے آئینے میں دیکھیں تو وہ ایک جھوٹا، مکار اور دغاباز انسان نظر آتا ہے۔ قادیانی یہود و نصاریٰ کے لئے جاسوسی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ پاکستان کی سیکورٹی سے متعلق حساس اور دفاعی راز فروخت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ورلڈ بنک، آئی ایم ایف جیسے عالمی ادارے پاکستان کو اپنی امداد کے لئے "امتناع قادیانیت قانون" کو ختم کرنے سے مشروط کرتے ہیں۔ ایٹمی ترقی اور ملکی سلامتی کے لئے ضروری ہے کہ سول اور فوج کے تمام عہدوں سے قادیانیوں کو فی الفور الگ کیا جائے۔

○ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کیا جائے

○ حکمران ہماری دینی حمیت کا امتحان لینا چاہیں تو اکابر کی یاد تازہ کردیں گے (مولانا منظور احمد چنیوٹی)

انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کے جنرل سیکرٹری مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی متفقہ سفارش کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسوہ کے مطابق مرتد کو قتل کرنے کا قانون بنایا جائے، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے حکمران اور لادین سیاستدانوں کو قوم نے پہلے معاف کیا ہے نہ آئندہ کرے گی۔ فوجی حکمران بھی ہماری دینی حمیت کا امتحان لینا چاہیں تو ہم ان شاء اللہ اپنے اکابر کی یاد تازہ کریں گے۔ مرزا طاہر ۳ سال کی سزا کے ڈر سے بھاگ کر اپنے سامراجی آقاؤں کی گود میں پناہ گزیں ہو گیا ہے۔

○ دستور کے معطل ہونے سے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا

○ چیف ایگزیکٹو خود عبوری آئینی فرمان کے ذریعے اسلامی دفعات کے بارے میں ابہام ختم کریں (مولانا زاہد الراشدی)

○ قادیانیوں اور دیگر کفریہ طاقتوں کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔ (قاضی محمد ارشد الحسینی)

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ ایک طویل عرصہ سے دستور اور آئین کی اسلامی دفعات کے خلاف عالمی سطح پر بین الاقوامی لابیاں سرگرم عمل ہیں۔ دستور کے معطل ہونے سے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وزارت قانون کی اس وضاحت کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں لیکن دستور چیف ایگزیکٹو نے معطل کیا ہے وضاحت وزارت قانون کر رہی ہے یہ خلا اس وقت پر ہوگا جب چیف ایگزیکٹو عبوری آئینی فرمان کے ذریعے اسے پر کریں گے۔ صدر ضیاء الحق کی طرح اسلامی دفعات کو عبوری آئین کا حصہ بنانے کا اعلان کیا جائے انہوں نے مطالبہ کیا کہ دستور کی معطل ہونے والی اور باقی رہنے والی دفعات کی الگ الگ تفصیل جاری کی جائے تاکہ ابہام ختم ہو۔

○ شہداء ختم نبوت کے قاتل دنیا و آخرت میں عبرت کا نشان بن گئے

○ کشمیر کو سب سے زیادہ نقصان قادیانیوں نے پہنچایا

○ احرار کارکن جماعت کی موجودہ قیادت سے مکمل وفاداری اور اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

(سید محمد کفیل بخاری)

سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جن لوگوں نے ختم نبوت کے مقدس مشن سے غداری کی ان کا وجود دنیا میں درس عبرت بن گیا۔ انہیں دنیا میں جہاں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا وہاں انکی آخرت بھی تاریکیوں کی نذر ہو گئی، عالم اسلام کی سلامتی پاکستان کی ایٹمی قوت ہونے سے وابستہ ہے۔ کشمیر کو سب سے

زیادہ نقصان قادیانیوں نے پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ قائد احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے جس جرأت و غیرت کے ساتھ مجلس احرار کے احیاء و بقاء کے لئے جدوجہد کی وہ احرار کی تاریخ کا زرّیں باب ہے۔ حضرت قائد احرار نے کارکنوں میں جماعتی عصبیت پیدا کی، فکری و نظریاتی تربیت کی اور پوری قوت کے ساتھ استقامت کی راہ اختیار کی۔ وہ احرار کا قیمتی اثاثہ اور اسلاف احرار کی خوبصورت نشانی تھے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ حضرت عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے جماعت کی قیادت کی ذمہ داری جن لوگوں کے سپرد کی اور جن پر اعتماد کر کے اپنی سرپرستی میں انہیں چلایا ہم بھی ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان سے وفاداری کا اعلان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت کی بنیادی پالیسی قائد احرار مرحوم نے طے کر دی تھی اور ہم اسی پر کاربند رہیں گے۔

ناموس رسالت کا تحفظ مسلمانوں کا اثاثہ ہے، ہم اپنا اثاثہ ضائع نہیں ہونے دیں گے

(نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ)

سابق اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل، نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ نے کہا کہ کچھ طاقتیں مخلوط طرز انتخاب کیلئے کوشاں ہیں پاکستان اور اسلام کے خلاف یہ بڑی خطرناک سازش ہے ہم اس کو قبول نہیں کریں گے۔ ۱۹۵۳ء میں بے گناہ مسلمانوں پر ظلم کرنے والوں کی دنیا و آخرت دونوں خراب ہو چکی ہیں۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور اس پر مر مٹنا مسلمان کا اثاثہ ہوتا ہے اور کوئی اپنا اثاثہ ضائع نہیں کرتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرکز نبوت ہیں، تمام انبیاء کرام نے دائرہ مکمل کیا اور حضور نے ختم نبوت کا اعلان کیا (مولانا علاءالدین)

دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے مہتمم اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا علاء الدین نے کہا کہ ہمیں اتفاق و اتحاد کیساتھ کفر یہ طاقتوں کے مقابلے کیلئے میدان عمل میں آنا ہوگا۔ جہاد اور دہشت گردی کو گڈمڈ کرنے والوں کی زبان سے یہود و نصاریٰ کے الفاظ نکل رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبوت حضور علیہ السلام کے وجود گرامی پر ختم ہو چکی۔ نبی علیہ السلام دائرہ نبوت کا مرکز ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد دائرہ نبوت کو مکمل کیا ہے مرکز نبوت تو پہلے ہی موجود تھا اور قیامت تک باقی رہے گا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اب نئی نبوت نہیں چلے گی کیونکہ حضور علیہ السلام ہی خاتم النبیین ہیں۔

جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا سیف الدین سیف نے کہا کہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی طرح ہم آج بھی ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے کیلئے تیار ہیں۔ جامعہ منظور الاسلامیہ لاہور کے مہتمم پیر سیف اللہ خالد نے کہا کہ ہمیں مرزائیوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہم تو ان کو جہنم سے بچانے کیلئے ہمدردی کر

رہے ہیں اور اسلام پر ہونے والے حملوں کا توڑ کر رہے ہیں۔

ختم نبوت کے لیے احرار کی خدمات تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ (حافظ شفیق الرحمن)

ممتاز کالم نگار حافظ شفیق الرحمن نے کہا کہ بیسویں صدی میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے لئے احرار کی خدمات تاریخ کے ماتھے کا جھومر بن چکی ہیں۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور اکابر احرار نے جو چراغ روشن کیا اس کی کرنیں پوری دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ قادیانی گروہ عالمی استعمار کی چھاؤں تلے پل رہا ہے۔ ہم اس کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

فتنۂ قادیانیت، انکارِ ختم نبوت اور انکارِ جہاد کی تحریک ہے (مولانا اللہ وسایا قاسم)

حرکتہ المجاہدین کے ناظم اعلیٰ مولانا فضل الرحمن خلیل نے کہا کشمیر کے حوالے سے قادیانیوں نے جو رکاوٹیں کھڑی کی تھیں وہ آج بھی کشمیر کی آزادی میں بڑی رکاوٹ کے طور پر موجود ہیں اس وقت بھی قادیانی ہندوستان میں بھرپور طریقے سے ہندو سامراج کا دم چھلا بنا ہوا ہے لیکن ہندوستان کی حکومت اور اس کی ۸ لاکھ آرمی مجاہدین کا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ قادیانیوں کا تعلق باقاعدہ طور پر را کے ساتھ ہے۔ حکومت قادیانی جماعت کو ملک دشمن قرار دے۔ حرکتہ المجاہدین کے سیکرٹری اطلاعات مولانا اللہ وسایا قاسم نے کہا کہ فتنۂ قادیانیت انکار ختم نبوت کے ساتھ ساتھ انکار جہاد کی عالمی تحریک تھی مگر امیر شریعت اور اکابر علماء کی محنت سے آج امت مسلمہ اس فتنہ کو سمجھنے میں کامیاب ہو چکی ہے پوری دنیا کے مسلمان جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر عالم کفر سے برسرپیکار ہیں۔

ممتاز عالم دین مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام نے فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ جماعت آج بھی اس محاذ پر داد شجاعت دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں اور دیگر تمام کفریہ طاقتوں کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔ کانفرنس سے سید محمد یونس بخاری، مولانا محمد یوسف احرار، مولانا احمد چاریاری، مولانا ابوذر، حافظ محمد کفایت اللہ اور مولانا محمد رمضان نے بھی خطاب کیا۔

کانفرنس میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں جن میں مطالبہ کیا گیا کہ ○ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کرایا جائے ○ چناب نگر میں قادیانی جماعت کے دفاتر سیل کیے جائیں کیونکہ یہاں سے اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سازشیں جنم لیتی ہیں اور کفر و ارتداد کی آبیاری ہوتی ہے۔ ○ چناب نگر میں ۱۹۲۷ سے ریلوے کوارٹر کے قریب قائم مسجد کو ختم کر کے اسے قادیانی لنگر خانے میں شامل کرنے کی شدید مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ سرکاری حکام اس مسئلہ کو معمولی نوعیت کا مسئلہ نہ سمجھیں بصورت دیگر مسلمان بحالی مسجد کی تحریک چلائیں گے اور پیش آمدہ حالات کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں اور ان کی

پشت پناہی کرنے والے حکام پر عائد ہوگی۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ ○ سابق دور کے قادیانی ارکان اسمبلی ملک بشیر الدین خالد، ملک قسیم الدین اور ملک نعیم الدین کے اثاثہ جات کی تحقیق کرائی جائے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے ○ بلدیہ چناب نگر کی طرف سے کم کرایہ پر دی گئی دکانیں مسلمانوں کو دی جائیں۔

شہدائے ختم نبوت کانفرنس کی جھلکیاں

- تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ۲، مارچ بروز جمعرات حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری امیر مجلس احرار اسلام کی خصوصی دعاء سے کانفرنس کا آغاز کیا گیا۔
- پہلی نشست "احرار ورکرز کنونشن" کے نام سے منسوب تھی۔ احرار کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے اس نشست میں کارکنوں کے لیے تربیت، نظم و ضبط اور جماعت کے استحکام کے حوالے سے نہایت موثر تقریر کی۔
- حضرت مولانا محمد اسحق سلیمی (مرکزی ناظم اعلیٰ) مولانا محمد یوسف احرار نے مختلف اجلاسوں میں نقابت کے فرائض انجام دیے۔
- ملک کے اکناف و اطراف سے سرخ پوشانِ احرار یکم مارچ کو ہی ٹرینوں، بسوں اور ویگنوں کے ذریعے چناب نگر پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔
- چناب نگر کے گلی کوچوں میں خیر مقدمی نعروں پر مشتمل بینر آویزاں کیے گئے۔
- جگہ جگہ مجلس احرار کے سرخ پرچم لہرا رہے تھے۔ جب کہ کانفرنس کے مندوبین سرخ قمیص اور سفید شلوار زیب تن کیے ہوئے تھے۔
- قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا علاء الدین اور مولانا زاہد الراشدی پنڈال میں داخل ہوئے تو ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔
- کانفرنس میں وقفے وقفے سے نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد، فرما گئے یہ بادی لانبی بعدی، بخاریؒ تیرا کارواں، رواں دواں، رواں دواں، امیر شریعتؒ زندہ باد اور مجلس احرار اسلام کے فلک شگاف نعرے سنائی دیتے رہے۔
- پنڈال کے باہر نادر و نایاب اسلامی اور تاریخی کتب کے خوبصورت سٹال بھی لگائے گئے۔
- کانفرنس کی ایک منفرد بات یہ تھی کہ مقررین نے اپنی تقریروں میں قادیانیوں کے خلاف جارحانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے انہیں بار بار دعوتِ اسلام پیش کی

❁ اس سال مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر مولانا خواجہ خان محمد سجادہ نشین کندیاں شریف سفر حج کی وجہ سے کانفرنس کی صدارت نہ کر سکے۔

❁ نظم و ضبط اور حسن انتظام کے حوالے سے اس مرتبہ تمام انتظامات مثالی تھے۔

❁ جمعہ کے روز عصر کی نماز کے بعد کانفرنس پر امن انداز میں ختم ہو گئی۔ رہنمایانِ احرار کی خصوصی ہدایات اور پرسوز دعاؤں کے بعد تمام قافلے واپس روانہ ہو گئے۔

❁ **قادیانیت کے خلاف احتجاجی اجتماع تشکر میں بدل گیا۔**

❁ **چیچہ وطنی کے نواحی چک ۶-۱۱-ایل میں مسلمانوں کی عظیم فتح**

❁ **قادیانی عبادت گاہ سے اسلامی علامات ہٹا دی گئیں ❁ اور ایس ایچ او تبدیل کر دیا گیا۔**

❁ حکومت قادیانیوں کو نکیل ڈالے۔ جہاد جاری رہے گا۔ (کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت)

(چیچہ وطنی، حافظ حبیب اللہ)، تحریک تحفظ ختم نبوت کا احتجاجی اجتماع ایس ایچ او تھانہ ہڑپہ کی ٹرانسفر ہونے اور قادیانی عبادت گاہ کی پیشانی سے اسلامی علامات مٹانے پر اظہار تشکر میں تبدیل ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق نواحی چک نمبر ۶-۱۱-ایل میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی پر ۹ مارچ کو قادیانیوں کے حملے اور تحفظ ختم نبوت پر مشتمل لٹریچر کی بے حرمتی سے پیدا شدہ صورت حال انتہائی کشیدہ ہو چکی تھی اور تمام مکاتب فکر پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے جمعہ کے روز 11 بجے دن چک ۶-۱۱-ایل کی جامع مسجد اہلحدیث میں احتجاجی کال دے رکھی تھی کہ اگر ایس ایچ او تھانہ ہڑپہ کو فوری طور پر ٹرانسفر نہ کیا گیا اور قادیانی عبادت گاہ سے اسلامی علامات کو نہ ہٹایا گیا تو اجتماع میں تحریک کا اعلان کیا جائے گا۔ ضلعی انتظامیہ اور پولیس افسروں کی نگرانی میں پولیس دستوں اور سرکاری ایجنسیوں نے اجتماع گاہ کے علاوہ قادیانی عبادت گاہ اور راستوں کو گھیرے میں لے رکھا تھا کہ اجتماع شروع ہونے سے 15 منٹ قبل ضلعی حکام نے مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا عبدالباقی کو اطلاع دی کہ مجلس عمل کے تمام مطالبات تسلیم کر لیے گئے ہیں اور ایس پی ساہیوال نے ایس ایچ او تھانہ ہڑپہ کو فوری طور پر ٹرانسفر کر دیا ہے اور اس سے تھوڑی دیر پہلے سرکاری اہل کاروں نے قادیانی عبادت گاہ پر درج اسلامی علامات کو ہٹا دیا۔

11 بجے دن اجتماع شروع ہوا تو ضلع بھر سے تمام دینی جماعتوں کے رہنما اور قرب و جوار سے لوگ قافلوں کی شکل میں پہنچ چکے تھے کہ خالد چیمہ نے اجتماع کے شرکاء کو صورتحال سے آگاہ کیا، جس کے بعد لوگوں میں اشتعال کم ہوا اور سٹیج سے اعلان کیا گیا کہ "احتجاجی اجتماع" "اظہار تشکر" میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنما

مولانا عبدالرشید ارشد، مجلس احرار اسلام کے رہنما عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالباقی، مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالحکیم نعمانی اور قاری عبدالجبار، جمعیت علماء پاکستان کے ضلعی صدر چودھری محمد طفیل، علماء کونسل کے قاری منظور احمد، سپاہ صحابہ کے مولانا طالب حسین شاہ، مفتی محمد عثمان غنی، لشکر طیبہ کے قاری عبدالرزاق اور امجد لودھی، حرکۃ الجہاد الاسلامی کے مولانا اکرام الحق، مسجد صدیق اکبر کے خطیب مولانا احمد ہاشمی، مرکزی مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا منظور احمد، امان اللہ چیمہ اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ جہاں بھی یہ فتنہ سر اٹھائے گا ہم پوری ایمانی قوت کے ساتھ اس کی سرکوبی کریں گے قادیانی غنڈہ گردی کا علاج ہم جانتے ہیں۔ جس طرح ربوہ کا نام مٹ گیا اور چناب نگر ہوگیا اسی طرح قادیانیوں کا نام و نشان بھی مٹ جائے گا۔ مولانا عبدالرشید ارشد نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی آبرو ہے ہم سب کچھ قربان کر کے بھی اس پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی اپنی متعینہ اسلامی و آئینی حیثیت کے اندر رہیں تو محاذ آرائی کی یہ کیفیت تبدیل ہو سکتی ہے۔ کفر وارتداد اور زندقہ کو اسلام کا نام دینے والے اس فتنہ کا پوری دنیا میں تعاقب کیا جائے گا۔ مولانا عبدالباقی نے کہا کہ انتظامیہ نے ہمارے جائز مطالبات تسلیم کر کے دانش مندی کا ثبوت دیا۔ مولانا احمد ہاشمی نے کہا کہ ہم آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے تحفظ کی لئے جان ہتھیلی پر لئے پھر رہے ہیں۔ مفتی عثمان غنی نے کہا کہ مرزائیت برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا ہے۔ چودھری محمد طفیل نے کہا کہ مسلمانوں کے تمام طبقات عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ایک اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

قاری منظور احمد طاہر نے کہا کہ قادیانی گروہ اسلام اور ریاست دونوں کا باغی اور غدار ہے۔ قاری عبدالرزاق نے کہا کہ ملک کے نظریاتی تشخص کے خلاف کام کرنے والی قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ میرے لئے یہ سعادت کی بات ہے کہ میں نے ختم نبوت کے لئے مار کھائی۔ امجد لودھی نے کہا کہ آج ہم نے یہاں قادیانیوں کا تسلط ختم اور تکبر غرور کو چکنا چور کر کے رکھ دیا ہے۔ مولانا منظور احمد نے کہا کہ ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ مولانا طالب حسین نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے خون کا آخری قطرہ بھی بہادیں گے۔ قاری عبدالجبار نے کہا کہ مولانا عبدالحکیم پر حملہ آور ہونے والے قادیانیوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ امان اللہ چیمہ نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں جو بھی رکاوٹ بنے گا اس سے جہاد کیا جائے گا۔

جھلکیاں

چک 6۔11 ایل میں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی پر قادیانیوں کے تشدد اور متعلقہ تھانہ کے ایس ایچ او کی طرف سے ایف آئی آر درج نہ کرنے پر ضلع ساہیوال سراپا احتجاج بن گیا۔

مذکورہ واقعہ کی بنا پر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اکٹھے ہوگئے اور اتحاد و یکجہتی کا عظیم مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔

چک 6۔11 ایل جو مرزائیں کا گڑھ سمجھا جاتا ہے وہاں احتجاجی جلسہ میں شرکت کیلئے ساہیوال، چیچہ

وطنی، ہڑپہ، بورے والا، کسووال اور مضافات سے لوگ قافلوں کی صورت میں شریک ہوئے۔ جلسے سے دیو بندی، بریلوی، اہلحدیث تینوں مکاتبِ فکر کے سر کردہ ضلعی اور بعض مرکزی رہنماؤں نے خطاب کیا اور تمام شرکاء نے اہلحدیث امام کے پیچھے نمازِ جمعہ ادا کی۔

جلسہ میں وقتاً فوقتاً بلند ہوتے رہے۔ ختمِ نبوت زندہ باد، مرزا کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد، مولانا محمد علی جالندھری زندہ باد، فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی۔

• مذکورہ گاؤں جسے مرزائی ٹولہ ناقبل شکست تصور کرتا تھا سارا دن سراسیمگی چھائی رہی　　مجاہد ختمِ نبوت عبداللطیف خالد چیمہ نے چیچہ وطنی کو "شہرِ ختمِ نبوت" قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہاں جب بھی غداران ختمِ نبوت نے سر اٹھایا ان کا ایسا ہی حشر ہوا اور آئندہ بھی ہوگا، جلسہ گاہ میں جب معلوم ہوا کہ انتظامیہ نے تمام مطالبات تسلیم کر لئے ہیں تو احتجاج تشکر میں بدل گیا۔

کلنٹن کا دورہ　قیامِ امن کے لئے نہیں، جنوبی ایشیا میں چین کی حیثیت ختم کرنے کے لئے ہے۔ بھارت سے نئی دوستی اس کا بیّن ثبوت ہے (امیرالاحرار سید عطاء المہیمن بخاری)

(ملتان، حسین اختر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے 24-مارچ کو دار بنی ہاشم میں اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "امریکی صدر کلنٹن کا دورہ جنوبی ایشیا قیام امن کے لئے نہیں چین کے اثر و نفوذ کو کم کرنے لئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت چین امریکہ کے مدمقابل واحد سپر پاور ہے اور امریکہ بہر صورت اسے توڑنا چاہتا ہے۔ بھارت کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھانا مذکورہ امریکی ایجنڈے کی نشاندھی کرتا ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ پاکستان چین کا حریف نہیں ہے۔ جبکہ بھارت چین کا حریف ہے۔ اس لئے اب امریکی مفادات پاکستان کی بجائے بھارت سے زیادہ وابستہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ جنوبی ایشیاء میں بھارت کو چودھری بنا کر سارے مفادات سمیٹنا چاہتا ہے۔ خصوصاً افغانستان کی اسلامی حکومت کا خاتمہ، پاکستان میں دینی قوتوں کو کمزور اور معتوب کرنا اور تمام اسلامی تحریکوں کو نقصان پہنچانا امریکی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف ان حالات کے تناظر میں دو اہم فیصلے کرنے چاہئیں۔

(۱) اسلامی نظام کا نفاذ (۲) کرپٹ سیاستدانوں کا فوری اور برق رفتار احتساب۔ اگر وہ یہ کارنامے سرانجام دے دیتے ہیں تو یہ بات یقینی ہے کہ پاکستان مضبوط اور معیشت مستحکم ہوگی۔ عوام آزادیٔ کشمیر کی تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کریں گے۔ پاکستان میں پائیدار امن قائم ہوگا اور حکومت کو عوام کی تائید و اعتماد حاصل ہوگا۔

احرار رہنماؤں کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں

امیر احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

۸- مارچ آغاز سفر از چناب نگر برائے ملتان ۹- عارف والہ، گڑھا موڑ- ۱۰- ملتان- ۱۱- واپسی از ملتان برائے چناب نگر (ہمراہ سید محمد کفیل بخاری) ۱۱ تا ۲۳ مارچ قیام مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر (ربوہ) ۱۷- مارچ خطاب اجتماع عید الاضحیٰ چناب نگر -۲۴- خطبہ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان- شرکت تقریب نکاح دختر شیخ بشیر احمد صاحب نور محلی (عثمان آباد ملتان) ۲۶- خطاب مدرسہ فاروق اعظم چاہ کالی مال ضلع جھنگ (داعی قاری محمد اصغر عثمانی) ملاقات و مشاورت حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ، مرکزی ناظم اعلیٰ (گڑھا موڑ) شیلی غربی تحصیل چشتیاں - چشتیاں شہر، ۲۸- ملتان، ۲۹- خطاب جلسہ مدرسہ مطالب العلوم بستی عنایت پور ضلع ملتان، ۳۰ مارچ شب جمعہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان دار بنی ہاشم ملتان، ۳۱- خطبہ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان، یکم اپریل ملتان - ۲ - شرکت تقریب نکاح دختر عیش محمد صاحب چیچہ وطنی، ۳- قیام چیچہ وطنی، ۴-۵- چناب نگر، ۶-۷- شرکت اجتماع چک نمبر 267 جالندھر، فیصل آباد، ۸، ۹- چناب نگر، ۹- جلسہ تقسیم اسناد بخاری پبلک سکول مسجد احرار چناب نگر، ۱۴- اپریل خطبہ جمعہ مسجد احرار چناب نگر، ۱۶- اپریل، ۱۰- محرم خطاب سالانہ مجلس ذکر حسینؓ دار بنی ہاشم ملتان- ۱۷- ۱۸- ۱۹- ملتان، ۲۰-۲۱- ۲۲- مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں ضلع گجرات میں قیام- دینی اجتماعات سے خطاب، مجلس ذکر، احباب و متعلقین سے ملاقات، ۲۳- تا ۲۶- اپریل قیام دفتر احرار لاہور ۲۷- مجلس ذکر دار بنی ہاشم ملتان، ۲۸- خطبہ جمعہ ملتان، ۳۰- چناب نگر۔

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

۲۳ تا ۲۶ اپریل دفتر احرار لاہور میں قیام کریں گے ۶۹- سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور　　رابطہ: فون 042- 5865465

ماہانہ مجلس ذکر ۲۷- اپریل ۲۰۰۰ بروز جمعرات

بعد نماز مغرب، دار بنی ہاشم ملتان اس موقع پر امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اصلاحی بیان فرمائیں گے۔ (المعلن: ناظم مدرسہ معمورہ ملتان)

سید محمد کفیل بخاری (مرکزی نائب ناظم مجلس احرار اسلام پاکستان)

یکم تا 5۔ مارچ چناب نگر،6۔تا 10۔ ملتان ، 11آغاز سفر از ملتان تا چناب نگر (ہمراہ حضرت پیر جی مدظلہ) 11۔مارچ قیام شب دفتر احرار لاہور بسلسلہ اہم مشاورت عبداللطیف خالد چیمہ مرکزی سیکرٹری اطلاعات، چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ ، محترم شاہد بٹ ، محترم میاں محمد اویس ،12۔ بورے والا، ہمراہ محترم عبداللطیف خالد چیمہ برائے شرکت نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی رحمہ اللہ۔ رات واپسی ملتان ہمراہ حضرت مولانا محمد اسحق سلیمی مدظلہ ،13۔ملتان 14۔ بورے والا، بسلسلہ تعزیت مولانا نعمانی رحمہ اللہ ہمراہ مولانا محمد اسحق سلیمی، ناظم مرکزیہ کے ساتھ اہم مشاورت، 15۔تا21۔ مارچ قیام دار بنی ہاشم ملتان ، 17 ۔خطاب اجتماع عید الاضحیٰ ملتان،22۔23مارچ شیں والا تحصیل کروڑ ضلع لیہ ۔دینی اجتماع سے خطاب ،بھل ضلع بھکر حضرت مولانا اللہ بخش صدیقی رحمہ اللہ کے انتقال پر تعزیت،24۔تا28 ملتان، 26، تحصیل کبیر والا ۳۰ کسی میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی یاد میں جلسہ سے خطاب

یکم اپریل لاہور ،2۔ اپریل چیچہ وطنی،3۔4۔ ملتان،5ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ ، کارکنان احرار کے اجلاس میں شرکت اور مختلف حلقوں کا تنظیموں دورہ، 6۔7۔8۔ ملتان 9 ۔چناب نگر شرکت جلسہ سالانہ تقسیم انعامات بخاری پبلک سکول مسجد احرار ،10۔تا21۔ ملتان، 16۔ ۱۰ محرم سالانہ مجلس ذکر حسینؓ ملتان، 26تا30۔ اپریل قیام دفتر احرار لاہور۔

- فتنہ گوہر شاہی اور فتنۂ یوسف کذاب قادیانیت کا جدید ایڈیشن ہیں
- سندھ اسلام اور پاکستان دشمنوں کے نرغے میں ہے
- تھر کا علاقہ قادیانی اسٹیٹ کی شکل اختیار کرتا چلا جا رہا (شفیع الرحمن احرار)

(کراچی، محمود احمد) مجلس احرار اسلام کراچی کے ناظم شفیع الرحمن احرار نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جہاد کشمیر کے نتیجے میں بھارتی فوجیں کشمیر میں حوصلے ہار چکی ہیں اور مجاہدین کو مسلسل کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ بھارت نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے سندھ کی سرحدوں پر توجہ مرکوز کر دی ہے بھارت پاکستان میں فرقہ وارانہ اور قومی و علاقائی تعصبات کو بھڑکا کر افراتفری پھیلانا چاہتا ہے اور اپنی شکست کا بدلہ یوں چکانا چاہتا ہے۔ قادیانی، گوہر شاہی اور پرویزی فتنوں کی مکمل پشت پناہی کر کے انہیں خصوصاً سندھ میں اپنی سرگرمیاں تیز کرنے کا منصوبہ دیا ہے۔ تھر کے علاقے میں قادیانی کھلے دندناتے پھر رہے ہیں۔ کراچی ، حیدر آباد اور کوٹری کے علاقوں میں گوہر شاہی فتنہ کے لوگوں کی سرگرمیاں اچانک تیز ہو گئی ہیں دین الٰہی نامی کتاب کا مطالعہ کرنے اور چاند میں اور دیگر سیاروں میں گوہر شاہی کی شکل دیکھنے کیلئے جو

NASA کی مدد لیکر شائع کی گئی ہے ایسے مواد کو پمفلٹ کی شکل میں شائع کر کے لفافوں میں بند کر کے لوگوں کے گھروں میں پھینکا گیا ہے اخبار فروشوں کو پیسے دے کر مذکورہ مواد اخباروں میں رکھ کر لوگوں کے گھروں میں پہنچایا گیا ہے۔

فتنہ گوہر شاہی اور فتنہ یوسف کذاب قادیانیت کا تجربہ اور جدید ایڈیشن ہیں۔ یہ فتنہ فری میسن تحریک کی سرپرستی میں پھل پھول رہا ہے۔ گوہر شاہی کے معتقدین ان کی تصویر کبھی حجر اسود میں دیکھتے ہیں اور کبھی چاند میں۔ امریکہ ں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ہوٹل میں ملاقات کرنے اور پھر مہدی ہونے کا دعوٰی زبان زد عام ہے۔ ملک کے مختلف شہروں کی دیواروں پر انجمن سرفروشانِ اسلام کی طرف سے باقاعدہ چاکنگ کی گئی ہے۔

انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں، پرویزیوں اور گوہر شاہی جیسے فتنوں کی سرکوبی اور حوصلہ شکنی کی جائے۔

- پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے
- این جی اوز اوّل و آخر امریکی مفادات کیلئے کام کر رہی ہیں
- ہم اپنے عقائد و اقدار کا ہر صورت میں تحفظ کریں گے (غلام حسین احرار)

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن غلام حسین احرار نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے ناخواندہ اور غریب مسلمانوں کے گھروں میں عیسائی لٹریچر پہنچا کر انہیں مرتد بنانے کی کوشش ہو رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بائیبل سوسائٹیوں کی طرف سے مسلمانوں کو عید الاضحیٰ کے موقع پر مبارکباد دی گئی ہے۔ مسلمانوں میں گھل مِل کر اُن کی تہذیب اور عقائد کو بگاڑنا اور مسلمانوں کی معاشی مجبوریوں کو استعمال کرنا ان کا روزمرہ کا معمول ہو گیا ہے۔ غلام حسین احرار نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ عیسائیوں اور مرزائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر غیر مسلم اقلیتوں کے مذہبی تہواروں کے موقع پر ایسے پروگرام پیش نہ کئے جائیں جن سے مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح ہوں۔ انہوں نے کہا کہ عام طور پر ایسے مواقع پر ہمارے ذرائع ابلاغ سے صریحاً کفر پیش کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام غیر ملکی این جی اوز یہاں اسلام کے خلاف ہی سرگرم عمل ہیں۔ یہ ایجنسیاں اول و آخر یورپ و امریکہ کیلئے کام کر رہی ہیں۔ امریکہ پاکستان کے اقتصادی و معاشی اور معدنی وسائل پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ہماری ایٹمی صلاحیت ختم کرنا چاہتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری دینی تحریکوں اور دینی مدارس کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ غلام حسین احرار نے کہا کہ امریکہ کو بھول ہے کہ وہ مسلمانوں سے ان کے عقائد، اقدار اور اثاثہ حیات چھین لے گا۔ ہم پوری قوت کے ساتھ ان محاذوں پر جنگ کریں گے اور کفار و مشرکین کو شکست و ذلت سے دوچار کریں گے۔

اخبار الجہاد

مرتب: محمد الیاس

امریکہ اور اقوام متحدہ ہمارا رزق بند نہیں کر سکتے: حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد

*"اقتصادی پابندیاں صرف اللہ تعالیٰ ہی لگا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر بارش کی دعا کریں۔ اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کو بھی نہیں چھوڑیں گے ہر ظالم کا آخری سانس تک مقابلہ کریں گے۔ مسلمان منکرات اور اخلاقی بے راہ روی سے خود کو بچائیں"۔

(ہفت روزہ ضربِ مؤمن کراچی ۱۷ تا ۲۳ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ)

اسامہ کی گرفتاری کیلئے طالبان پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتا: جنرل مشرف (چیف ایگزیکٹو پاکستان)

*"طالبان ایک آزاد اور خود مختار ملک کے حکمران ہیں۔ پاک سرزمین میں کوئی بھی جہادی تنظیم دہشت گردی میں ملوث نہیں ہے۔ جہادی تنظیمیں افغانستان میں روس کے خلاف جہاد مکمل کرنے کے بعد اب مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ ہر کوئی کشمیر میں بھارت کے خلاف جہاد کی بات کر رہا ہے۔ تحریک آزادیٔ کشمیر روکنے کا کوئی ارادہ نہیں، کشمیر پر پاکستان کا موقف درست ہے۔ کشمیر بھارت کا حصہ نہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ میں اسامہ کو گرفتار کرنے کے لئے طالبان کو حکم دوں گا تو یہ بات سراسر غلط ہے۔ (ہفت روزہ "ضربِ مومن" کراچی ۱۰ تا ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ)

مذاکرات کے ذریعے فلسطینی عوام کو گمراہ کیا جارہا ہے: حماس

*بیت المقدس اور مہاجرین کی واپسی کے بغیر ہمیں مذاکرات قابل قبول نہیں ہیں۔ اسرائیل کی جانب سے چند قیدیوں کی رہائی سے کچھ نہیں ہوگا۔ پراپیگنڈہ گمراہ کن ہے۔

(روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد 14 مارچ 2000ء)

کشمیری جہادی تنظیموں میں پھوٹ ڈلوانے کی امریکی سازش بے نقاب ہوگئی۔ مجاہدین کو چین کے خلاف بھی بھڑکایا گیا۔ منشیات کے سمگلروں کی مدد سے امریکی سی آئی اے کی تیار کردہ سازش پر عمل درآمد کے لیے 3 کمانڈوز پاکستان بھجوائے گئے جو افغانستان داخل ہوتے پکڑے گئے۔ مجاہدین کو چینی صوبہ سنکیانگ میں مزاحمتی تحریک چلانے پر اکسایا گیا۔ پاکستان اور طالبان کی بروقت کارروائی سے سی آئی اے کا نیٹ ورک پکڑا گیا جس پر پردہ ڈالنے کے لئے امریکہ نے بھارتی طیارہ اغواء کر لیا۔ چین کو اصل صورت حال سے آگاہ کرنے کے لیے طالبان کا وفد جلد بیجنگ پہنچے گا۔ (روزنامہ "انصاف" لاہور 16 مارچ 2000ء)

شیشان سے پھوٹنے والا اسلامی انقلاب روس کے ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے: نئے روسی صدر پوٹن کا اعتراف

*روس کے نئے صدر پوٹن نے روسیوں کو خبردار کیا ہے کہ "شیشان سے پھیلنے والا انقلاب پورے روس کو ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے۔ اس لیے پورے ملک کو متحد ہو کر اس خطرے کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اگر شیشان میں پیدا ہونے والی انقلابی لہر نے دریا کو پار کر لیا تو پھر یہ انقلاب پورے ملک میں پھیلتا جائے گا۔ جس کے بعد یا تو پورا روس اسلامی انقلاب سے ہمکنار ہوجائے گا۔ یا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ جائے گا"۔ روس کے ٹیلی ویژن کو دیا گیا انٹرویو۔

محترم عبداللطیف خالد چیمہ 29۔اپریل کو برطانیہ جائیں گے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم نشرواشاعت محترم عبداللطیف خالد چیمہ 29۔اپریل ہفتہ کی شام برطانیہ کے دورہ پر روانہ ہوں گے۔ 29۔اپریل کی صبح وہ دفتر احرار لاہور میں کارکنوں سے ملاقات کریں گے جبکہ شام کو سفر پر روانہ ہوجائیں گے کارکنان احرار اور احباب انہیں دعاؤں کے ساتھ الوداع کہیں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور انکے اس سفر کو مبارک بنائے۔ آمین (ادارہ)

دعاء صحت

* مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالہ کے رکن محترم عبدالرحمن جامی، ان کی والدہ محترمہ اور اہلیہ علیل ہیں۔
* مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر محترم سالار عبدالعزیز صاحب طویل عرصہ سے بیمار ہیں
* مجلس احرار اسلام کے سابق رکنِ شوریٰ حکیم محمد صدیق تارڑ صاحب مرید کے شدید علیل ہیں۔
* مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے کارکن محترم عرفان اللہ یاسر علیل ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کیلئے دعاء فرمائیں (ادارہ)

ارشاد اللہ کمال

"مرزا قادیانی کا دوسرا جنم"

چند روز قبل توہین قرآن و سنت کے جرم میں انسداد دہشت گردی کے میر پور کے خصوصی جج عبدالغفور نے گوہر شاہی کو تین بار عمر قید اور جرمانے کی سزا سنائی ہے۔ گوہر شاہی مفرور ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے کنوینر علامہ احمد میاں حمادی نے ۲ مئی ۱۹۹۹ء کو ٹنڈو آدم پولیس سٹیشن میں اس کے خلاف توہین رسالت و توہین قرآن کا مقدمہ درج کروایا تھا، جو اب عدالت میں بھی ثابت ہو چکا ہے، مگر یہ اس سلسلے کا ایک ظاہری نقشہ ہے۔ لیکن فی الواقعہ یہ ایک تہہ در تہہ سازش ہے۔

فرزندان اسلام، اس وقت سازشوں کی زد میں ہیں، گرہ در گرہ اور پیچ در پیچ سازشیں۔ دین فطرت کے خلاف سازشوں کا سلسلہ صدیوں پر پھیلا ہوا ہے اس کے کئی روپ اور بہروپ ہیں۔ بالخصوص گزشتہ اڑھائی سو سال کے دوران تاج برطانیہ نے اپنی بساط سیاست پر ہمہ رنگ کئی مہرے سجائے۔ ان میں فتنۂ انکار ختم نبوت اور فتویٰ تنسیخ جہاد قابل ذکر ہیں۔ ایران میں بہائی اور ہندوستان میں قادیانی تحریک اسی کتاب کا ایک باب ہے۔ انگریزی اقتدار کے زیر سایہ ہر اسلامی ملک میں کسی نے کسی سیاسی ضرورت کے تحت کوئی نہ کوئی جال پھیلایا اور بچھایا گیا تھا۔ ان میں کئی خوش رنگ اور بظاہر نیک نام تحریکیں بھی شامل ہیں۔ یہ فہرست خاصی طویل ہے اور ناقابل بیان بھی۔ تصوف دشمنی اور تصوف دوستی کے پردے میں روا رکھی جانے والی سازشوں کی ایک علیحدہ کہانی ہے۔ جہالت پیشہ متصوفین، وقتاً فوقتاً دعویٰ مہدویت کی طرف بھی راجع ہوتے رہے ہیں اس لئے کہ وہ سادہ لوح اور کم علم عقیدت مندوں کی وفاؤں کا مرکزِ محور ٹھہرنا نیز دین کی چادر میں دنیا چھپانا چاہتے ہیں۔

باطل قوتوں نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف باقاعدہ منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ تاریخی، جغرفیائی، نسلی، سیاسی، معاشی، تہذیبی اور معاشرتی طور پر تباہ کرنے کے علاوہ فکری و نظری لحاظ سے بھی بانجھ رکھنے کی منصوبہ بندی۔ آخرالذکر منصوبے کی ایک تازہ کڑی ریاض احمد گوہر شاہی ہے۔ پرانے انداز میں بالکل نیا فتنہ! صوفیانہ لباس میں جہالت کا برملا فروغ۔ ابتداء میں مسیلمۂ پنجاب، مرزا غلام احمد قادیانی کا انداز بھی ہو بہو یہی تھا۔ گویا کہ گوہر شاہی اپنے پیش منظر کی نسبت سے شعوری ولاشعوری طور پر اس کا ہی جانشین ہے۔

وقفہ وقفہ سے اس کے گمراہ کن اور سنسنی خیز بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں جس کے باعث سنجیدہ دینی حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں این این آئی کی رپورٹ کے مطابق گوہر شاہی نے صحافیوں کو بتایا کہ میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر بالمشافہ ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں۔ بے شمار ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو پڑھاتے ہیں، میں وہی کہتا ہوں الف سے اللہ لام سے لاالہ۔ گوہر شاہی نے رنگین اسٹکرز کے بارے میں کہا کہ یہ مجھے ہندوؤں نے ہدیہ بھیجا ہے، کیونکہ وہ ہمیں اوتار سمجھتے ہیں۔

مزید براں یہ کہ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے مونو کی جگہ اگر کسی نے اسٹکر میں گوہر شاہی لکھ دیا ہے تو کوئی گناہ نہیں کیا یہ بھی کہا کہ میں نہیں کہتا، لیکن میرے ماننے والے مجھے امام مہدی کہتے ہیں۔

گوہر شاہی کا یہ انٹرویو محض ایک نمونہ ہے، ورنہ اس کا لٹریچر گمراہی و بدعقیدگی کا ایک قابل نفرت مجموعہ ہے۔ گوہر شاہی صاحب نے "انجمن سرفروشان اسلام" کے نام سے ایک تنظیم بھی بنا رکھی ہے اور خود ہی اس کے سرپرست اعلیٰ ہوتے ہیں۔ ان کے زیر سرپرستی حیدرآباد، سندھ سے پندرہ روزہ "صدائے سرفروش" بھی شائع ہوتا ہے۔ اس پرچہ کا متن اور سرخیاں کسی گہری سازش کا پتہ دیتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ اب تو اس کے مکروہ خیالات، باطل نظریات اور پاجیانہ واحمقانہ بیانات کو انٹرنیٹ اور الیکٹرانک میڈیا، اسے بڑے منظم اور خطرناک طریقے سے آہستہ آہستہ آگے بڑھانے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے۔

"صدائے سرفروش" میں ریاض احمد گوہر شاہی کے بارے میں سیدی و مرشدی امام زمانہ مسیحائے عالم اور مردہ دلوں کے مسیحا کے الفاظ تو جابجا لکھے ہوئے ہیں۔ ایک اشتہار کی عبارت میں ہے کہ ہم ان کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ جن کی شبیہہ مبارک چاند، سورج کے بعد اب حجراسود کی زینت بن چکی ہے مونو گرام کے ساتھ دوسری جگہ اسی انداز میں لکھا گیا ہے کہ عالم انسانیت کو امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی آمد مبارک ہو۔ مزید برآں یہ کہ ایک اور جگہ سے "امت مسلمہ کا آخری قائد" تک کہہ دیا گیا ہے۔

گوہر شاہی حلقے کی طرف سے باقاعدہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان کی شباہت چاند پر دکھائی دے رہی ہے اور یہ کہ ان کا عکس خانہ کعبہ کے کونے میں حجراسود پر واضح دکھائی دیتا ہے۔ قبل ازیں موصوف نے یہ انکشاف بھی فرمایا تھا کہ ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے باضابطہ ملاقات ہو چکی ہے۔ اس بارے میں ان کا مندرجہ ذیل بیان مشتہر ہوا:

"اس سال امریکہ کے دورے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم سے ظاہر میں ملاقات فرمائی ہے اس ملاقات میں رازونیاز کی باتیں ہوئیں، انہیں ابھی بتانے کا حکم نہیں ہے۔ یہ ملاقات 19 مئی 1997ء کو میکسیکو کے شہر طاؤس کے ایک مقامی ہوٹل میں رات کے وقت ہوئی۔"

مرحلہ اول میں یہ صاحب، مرزا قادیانی کی طرح کھل کر کوئی بات نہیں کہتے تھے جب بھی پوچھا گیا تو گول مول انداز میں انکار ہی کیا، مگر اب معاملہ مکمل طور پر صاف ہو گیا ہے کہ حضرت نے واضح الفاظ میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ داغ دیا۔ مذکور کے عقیدت مندوں کی جماعت نے جو لندن میں "ریاض احمد گوہر شاہی انٹرنیشنل تنظیم" کے نام سے کام کر رہی ہے، کچھ عرصہ قبل یہ اعلان کیا تھا کہ امام صاحب کی ہدایت پر ان کے پیروکار اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں کہ انہوں نے گوہر شاہی کی پشت پر مہدیت کی مہر کا خود مشاہدہ کیا ہے اور وہ امام مہدی ہیں۔ بنا، بریں ان کی تنظیم نے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے یہ مضحکہ خیز دعویٰ بھی داغ دیا کہ حجراسود پر ریاض احمد گوہر شاہی کی شبیہہ نظر آتی تھی، جس پر سعودی حکومت نے رنگ پھیر دیا ہے اس لئے گزشتہ سال جس نے بھی حج کیا وہ حجرا کو بلاواسطہ بوسہ نہیں دے سکا اور اس وجہ سے گزشتہ سال کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔

گوہر شاہی کے بارے میں یہ بات کئی لحاظ سے لائق توجہ ہے کہ حکومت برطانیہ نے لندن میں اس کے دورہ کے موقع پر حضرت کو باقاعدہ سیکورٹی مہیا کی اور اسے دنیا کی ایک اہم اور تاریخ ساز شخصیت تسلیم کیا نیز میڈیا میں خوب خوب کوریج دی گئی۔ خفیہ گوشے بے نقاب ہوتے اور اسلام کے خلاف یہود و نصاری کی ایک اور بین الاقوامی سازش کا پتا دیتے ہیں۔

گوہر شاہی ایک مدت سے اپنے "کھیل" کے لئے ماحول سازگار بنانے کے چکر میں لگے ہوئے تھے ابتداً دعویٰ کیا گیا "اب مہدی علیہ السلام آئیں گے اور پھر عیسیٰ علیہ السلام ان سے بیعت ہوں گے اور ان کو اللہ کا ذکر مل جائے گا" اس کے ساتھ ہی ایک عجیب و غریب دعویٰ مشتہر کیا گیا۔ "چونکہ چاند پر سحر (جادو) نہیں چل سکتا، اس لئے امام مہدی کی شبیہہ چاند اور سورج پر دیکھی جائے گی اس سے اگلے سال مزید کہا گیا کہ لوگ اگر ہمیں امام مہدی کہتے ہیں تو یہ ان کا اپنا عقیدہ ہے۔ اصل میں جس کو جتنا فیض ملتا ہے، وہ ہمیں اتنا ہی سمجھتا ہے کچھ لوگ تو ہمیں اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں۔ ہم انہیں اس لئے کچھ نہیں کہتے کہ ان کا عقیدہ جتنا ہماری طرف زیادہ ہوگا، ان کے لئے بہتر ہوگا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ان کے جوہر مزید کھلے اور یہ مضمون نئے ڈھنگ میں باندھا "حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف لا چکے ہیں اور پاکستان کی ایک دینی تنظیم کے سربراہ ہیں۔"

ریاض احمد گوہر شاہی انٹرنیشنل کی ایک ویب سائٹ صوفی انسٹی ٹیوٹ امریکہ کے نام سے موسوم ہے اس پر گوہر شاہی کے باطل افکار و مذموم نظریات کا بڑی شدت کے ساتھ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ وہ اسے "محبت کا پیغمبر" قرار دیتے ہیں۔ مذکورہ ویب سائٹ پر گوہر شاہی کے لئے خدمات سر انجام دینے والے بھرپور انداز میں یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے پاس آنے والے ہر شخص کے دل کا حال جانتا ہے۔ بے سکونی کی کیفیت سے دوچار اور زندگی سے بے زار نسل نو کے لئے فکری سطح پر یہ ایک انتہائی خطرناک ہتھیار ہے جو مکمل طور سے دشمنان اسلام کے ہاتھ میں ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ گوہر شاہی کی انجمن کا مزاج ملت مرزائیہ کی مناسبت سے متشکل ہوتا ہے۔ قادیان کے خانہ ساز نبی کے بھی ابتدا میں یہی اطوار ہوا کرتے تھے۔ فرقہ و فتنہ گوہر شاہیہ قادیانیوں کی ہی ایک جدید شاخ ہے۔ حضرت ایک جگہ بقلم خود تحریر فرما چکے ہیں کہ ایک وقت میں ان پر مرزائیت کا اثر اور غلبہ ہو گیا تھا۔

گوہر شاہی کی تحریر و تقریر کا لفظ لفظ مبنی پر جہالت، سطر سطر اذیت ناک اور ایک ایک صفحہ زہر میں بجھا ہوا ہے گویا کہ یہ توہین رسول اور توہین قرآن کا ایک ناپاک دفتر ہے۔ بدبخت مذکور نے ایک جگہ بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے کہا کہ قرآن کے تیس پارے نہیں بلکہ دس پارے اور بھی ہیں بقول اس کے "تم (تیس پاروں پر ایمان رکھنے والے) شریعت محمدی سے واقف ہو اور دس پارے شریعت احمدی سکھاتے ہیں۔" اہل اسلام پر فرض ہے کہ بروقت اس فتنہ کے تدارک کی تدابیر اختیار کریں۔ علماء کرام پر دہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مگر صد حیف کہ اس افسانے میں دو چار ایسے پردہ نشینوں کے نام بھی آتے ہیں کہ جو بزعم خود علامتہ الدہر اور خطیب العصر ہیں۔ شاید چند کوڑیوں کے عوض انہوں نے اپنے جبہ و دستار کی حرمت کو بھی بیچ کھایا ہے۔

پروفیسر تاثیر وجدان

ایک نوری دائرہ

جس کے اندر پوری شریعت اسلامیہ کا پھیلاؤ، سمٹا ہوا ہے

("فضائل اذان و اقامت" کا خصوصی مطالعہ)

محبِ گرامی، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی صاحب کی ایک سو ساٹھ صفحات پر مشتمل مختصر لیکن مدلّل کتاب "فضائل اذان و اقامت" جسے ہمارے مخدوم حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب دامت برکاتہم کی اصابت رائے نے بھی شاید اس کے اجمال و اختصار کے پیش نظر ہی رسالہ کہا ہے، اپنے ظاہری حجم اور لفظی سرمائے کی حد تک محدود و مختصر ہی سہی لیکن اپنے معنوی سرمائے کی حد تک یقیناً محدود و مختصر نہیں۔ اس تالیف کا داخلی حجم موضوع و معنٰی کی عظمتوں کی وجہ سے گراں قیمت اور لامحدود ہے۔ عنوان کے الفاظ ظاہری سے تو صرف یہ متبادر ہوتا ہے کہ بات شاید صرف اذان و اقامت نماز تک محدود ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ صرف یہیں تک محدود نہیں (جیسا کہ ایک سطحی سوچ کا عام قاری خیال کر سکتا ہے) بلکہ پورے اقامت دین کو محیط ہے۔

اس نکتہ کی وضاحت یہ ہے کہ نفل نماز کو، جو قربِ خداوندی کے حصول کا یقینی وسیلہ ہے، تقرب الی اللہ کے لئے بیقراری و جستجوِ مغفرت کی طلب اور چشمِ نم دیدہ کے ساتھ ندائً خفیاً کی پیروی میں چپکے چپکے عرضِ عجز و نیاز اور اظہار انکسار و شکستگی کے لئے تو ہمیشہ کوئی گوشۂ خلوت اور کوئی کنجِ عزلت ہی راس آیا (یہ تخلیہ اور تنہائی کی انفرادی نماز ٹھہری جو یقیناً حق تعالیٰ کو مطلوب اور فرض نماز کی تقویت کا ذریعہ ہے) لیکن اذان واقامت کے نتیجے میں رو بہ عمل آنے والی نماز جو فرائض کی بجا آوری کے لئے ہے، اجتماعیت اور باقاعدہ اجتماعی صف آرائی کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ نماز باجماعت ہے جو اپنی جماعتی حیثیت میں پورے دین کا تعارف ہے اور اس تک عملاً رسائی کا اعلیٰ ترین ذریعہ۔ یہاں تک کہ اسلام کی ان پانچ بنیادی باتوں میں بھی جن پر دینِ حق کی پُر شکوہ عمارت استوار ہوئی۔ اصل الاصول کی حیثیت اسی کو حاصل ہے۔ ہم حکماً اور اوّلاً اسی نماز باجماعت کے مکلف اور پابند ہیں۔ نماز خواہ نوافل و سنن کی شکل میں گھر کی خلوت گاہ میں ہو یا بصورت فرائض مسجد کی جلوت گاہ میں، اپنے مقصد و مراد میں اللہ پاک کے تقرّب اور اس کی رضا کی تلاش کا ایک انتہائی صالح عمل ہے جو اپنی ظاہری ہیئت میں بھی ایک برتر معنویت اور اہمیت کا حامل ہے۔ نماز باجماعت اپنی پوری ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ ملکی اور قومی سطح پر دینی نظام کی مجموعی ہیئت بالغہ کا تعارف کرواتی ہے۔ یہاں امام اور مقتدی کی صورت میں امیر اور مامور کی حدود کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ اسی لئے اسلام کے ازمنۂ اولیٰ میں خلافت ہی امامت کا فرض بھی سرانجام دیتی رہی۔ گویا ملکی سطح پر دینِ حق کا قیام بحیثیت ایک

نظامِ خلافت، کے قیام نماز کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ وہ پورے نظام دینی کا عماد و عمود ہے۔ "الذین ان مکنٰھم" والی نص کریمہ میں مسلمانوں کے اقتدارِ ارضی کو نماز کے ساتھ مشروط وملزوم کر دیا گیا۔ فرمایا گیا کہ خلافت الٰہیہ کا اصلی اور اساسی مقصد ہدف ہی نماز کا قیام اور ادائیگی زکوٰۃ ہے۔ "امۃ وسطاً لتکونوا" : والی آیت کریمہ میں واضح کر دیا گیا کہ امت وسط و عدل صرف اسی وقت امت وسط و عدل ہو گی جب وہ حق و صداقت کی شہادت علی النّاس کا فرض پورا کرے گی جس کی بہترین صورت نماز ہے۔ یوں تو نماز کے باہر عام سماجی زندگی میں بھی ہمارا نیکی کا ہر عمل شہادت حق ہی ہے۔ لیکن یہ اذان و اقامت اور نماز ہی کے اعمال پاکیزہ و اعلیٰ ہیں جن کی عملی تکمیل کے دوران باقاعدہ "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد الرسول اللہ" کے شہادتی اور تصدیقی الفاظ زبان سے کہلوا کر شہادت حق علی النّاس کا فرض پابندی سے پورا کر دیا گیا۔ یوں اصلاً نماز اور صرف نماز ہی حق کی مکمل اور مؤثر شہادت و گواہی کا وسیلہ بنی جس سے دینی نظام عمل میں نماز کے مقام و مرتبے کا تعین ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز اپنے کلی وجود میں ایک ایسا نوری دائرہ ہے جس کے اندر پوری شریعت اسلامیہ کا عظیم الشان پھیلاؤ سمٹا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ایک شہادت دہندۂ حق کی حیثیت سے نماز صرف نوعِ انسانی ہی کی غایت وجود نہیں، وہ سارے موجودات اور پوری کائنات کی فطرت و ضرورت ہے اور ان کی غایت تخلیق بھی۔ اہل نظر کہتے آئے ہیں کہ تکرار سے چیزیں قرار پکڑتی ہیں۔ جس طرح سانس کی روزمرہ کی تکرار زندگی کے قیام و بقا کے لئے ناگزیر ہے یونہی ایک حقیقی اور سچی زندگی کے قیام کے لئے نماز کی پانچ وقت کی یومیہ تکرار ناگزیر ہے اور اس کی بقا کی ضامن بھی ہے۔ خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (جن کے لئے نبوت کا اعزاز مقسوم اور موعود تھا اگر وہ جاری رہتا) اپنے دور خلافت میں چار ہزار مساجد تعمیر کرائیں جن میں سے نو سو "جامع" تھیں۔ یہ ہے اسلام کی عظیم الشان تاریخ کے صرف ایک خلیفۂ راشد کی اہتمام نماز کے لئے تعمیر مساجد کی تابناک کارکردگی، اور یہ ہے میری نظر میں اس کتاب کا جواز تالیف، اور یہ ہے وہ نکتۂ سربستہ جو ہمارے محبِّ عالی جناب حبیب الرحمن ہاشمی کے ذہن پر جب منکشف ہوا تو انہوں نے شریعت اسلامیہ کے ایک بنیادی موضوع پر قلم اٹھایا کہ ایک مسلمان قلم کار تو فطری تدریج کے مطابق پہلے اساس ہی کو لے گا تاکہ آئندہ اس پر فکر کی بالائی عمارت تعمیر کرتا ہوا وہ اپنے اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکے۔

تاہم اس سلسلہ کی وقیع اور قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ حصول رضائے الٰہی کے عظیم نصب العین کے ساتھ مؤلف محترم کے بے ریا اور بے داغ رشتۂ اخلاص نے بھی اس تالیف کو معنوی اعتبار سے گرانقدر اور لامحدود کر دیا ہے۔ دینِ حق کی میزانِ عدل میں اعمال کی باوزنی اور بے وزنی کا فیصلہ ہمیشہ اخلاص کی کمی و بیشی کے حوالے سے ہی طے ہوتا آیا ہے اور طے ہوتا رہے گا۔ انسانی ہست و بود کے اس پرانے جہانِ کیف وکم میں کیفیت (Quality) ہمیشہ کمیت (Quantity) کے مقابلے میں بوجوہ بھاری ہی تُلتی رہی کہ یہ مقدارِ عمل نہیں معیارِ عمل ہے جو ہمیشہ اللہ ربّ العزت کو مطلوب رہا۔ نماز معراج ہے یعنی رب کی طرف

عروج اور ترقی پانے کا ایک سفر جس کی مسافتیں لامتناہی ہیں لیکن راہ و رسم منزلہا کے باخبر سالکین جانتے ہیں کہ سینۂ اخلاص مندی کے آتش کدہ سے نکلی ہوئی ندامت کی صرف ایک آہ جارہ بعض اوقات ارض و سمٰوات کی ساری مسافت کو چشم زدن میں طے کرادیتی ہے بقول مولانا عبدالماجد دریا بادی رحمۃ اللہ علیہ "توبہ کی محض ایک آہ سے رستے کی سو دنیاؤں کے گناہ بھی ہٹائے جاسکتے ہیں۔ بقول اقبال "طے شود جادۂ صد سالہ بآہے گاہے" اور میخانۂ طریقت کے رندان بادہ نوش بعض اوقات بقول حافظ شیراز "ناگاہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند" مؤلف کے اس اخلاص قلبی کے اثرات کو ان کے سادہ طرز تحریر اور انکے لب ولہجہ کے مخصوص شخصی تیوروں میں آسانی سے معلوم و محسوس کیاجاسکتا ہے۔ یہ چیز ان کی تبلیغ کو ہدف یاب بنانے میں بہت ممد و معاون ثابت ہوئی ہے۔

الحمد للہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی صاحب کی شخصیت کئی خدا داد محاسن کا مجموعہ ہے ۔حضرت کی ذات والا صفات دینی مسائل و موضوعات پر علمی طلب و جستجو اور علمی تحقیق و تعیین کے لئے مسلسل بے قراری اور بے تابی کا ایک قابل رشک نمونہ ہے۔ لیکن وہ خاص بات جوانہیں اپنے معاصرین (میرے جیسے) میں ایک واضح او قابل قدر امتیاز بخشتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف زبان ہی سے نہیں قلم کے ذریعے بھی شہادت حق کا قرآنی فرض نبھانے والے ایک فعال داعی اور ایک سرگرم مبلغ ہیں۔ اکتساب علمی اور اس کے ساتھ تحقیق علمی کا سارا عمل ان کے ہاں ترسیل کے لئے ہے۔ ان کے ہاں علم کی دن رات کی تدوین علم کی تقسیم پر منتج ہوتی ہے۔ وہ علمی جواہر کو اپنے دامن میں جمع کرتے ہیں تاکہ مٹھیاں بھر بھر کر انہیں محتاج اور ضرورت مند خلق خدا میں بکھیر سکیں۔ وہ جود و سخا اور داد و دہش کے عادی ایک ایسے متمول زمیندار ہیں جن کے کھلیان اور خرمن عامۃ الناس کو رزق رسانی پر مامور کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سب اللہ کے فضل بیکراں سے ہے۔ اللھم زدفزد۔

ایک اور لیکن ذرا مختلف زاویۂ نظر سے انکی شخصیت کا مطالعہ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی شخصیت کثیر الجہات ہے جو انکی شخصی وحدت میں کثرت کا ایک منظر ہے۔ انکی شخصیت کی اکائی میں کئی ذیلی شخصیتیں مجتمع اور متحد ہیں جن میں غالب ترین یعنی بنیادی شخصیت ایک مبلغ کی ہے جو تبلیغی جماعت کے ساتھ رابطۂ خاص کی وجہ سے بھی سمجھ میں آتی ہے عملاً یوں ہوتا ہے کہ جب ان کے اندر کا داعی و مبلغ اپنے نصب العین کیلئے سرگرم کار ہوتا ہے تو ان کے اندر چھپے ہوئے وسیع المطالعہ عالم، ایک عرق ریز علمی محقق اور ایک باذوق اور ہنر مند مؤلف و ناشر کی ذیلی شخصیتیں بھی اسکے ساتھ متحد اور ہم آہنگ ہو کر رو بہ عمل آتی ہیں اور پھر وہ وقفے وقفے سے کوئی نہ کوئی خوبصورت اور دینی اعتبار سے نفع بخش کتاب تالیف کرکے بلکہ باقاعدہ تعمیر کرکے معاشرے کے قاری کو پہنچا دیتی ہیں۔ ادھر اسلام میں تعمیر یا فن تعمیر کے لئے حسن افادہ اور استحکام کی اقدار کو لازمی قرار دیا گیا۔

حسن کی قدر کے اعتبار سے یہ تالیف صورتاً اور افادیت کی قدر کے لحاظ سے معناً اپنا ایک اہم مقام

رکھتی ہے جسے ایک منفرد پہچان اور جداگانہ تشخص حاصل ہوا ہے۔ میں پہلے کتاب کے باطنی حسن یا اس کی معنوی افادیت کو زیر بحث لارہا ہوں کہ یہ کتاب کی غائیت وجود بھی ہے اور جواز وجود بھی۔ یہاں کتاب کے پایہ استناد و اعتبار کو قائم رکھنے کے لئے مؤلف محترم کی تحقیقی رینج (Range) قابل تعریف ہے۔ اسلام کے دور متقدمین، متوسطین اور متاخرین کے معتبر ماخذوں سے جن کی صحت مندی اور اعتبار کو حضرت والا جناب مفتی عبدالستار صاحب کے علمی تبحر نے بھی تسلیم کیا ہے اخذ و استفادے کا وسیع عمل، تحقیق و تدوین کی عرق ریزی اور کوہکنی کی وضاحت کرتا ہے۔ حوالوں میں قرآن و حدیث کے بعد اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ علمی فکری اور تہذیبی تاریخ کے سفر ارتقا کے عہد بہ عہد منظر عام پر آنے والے علمی اور تحقیقی شاہکاروں کے عقائد، نظریات اور معلومات کو مؤلف محترم نے جگہ جگہ اپنے بیانات کی تائید و تصدیق کے لئے خوبصورتی سے صرف کیا ہے۔ یہاں مؤلفانہ سعی و کاوش اپنی حیثیت میں منقولی زیادہ ہے اور معقولی نسبتاً کم ہے تاہم محض عقلیت پسندی اور منطق طرازی بھی چونکہ انکے تبلیغی ہدف کے منافی تھی لہذا پرہیز روا رکھا گیا جو مستحسن ہے۔ ایک سو ساٹھ صفحات کی اس کتاب میں یہ حوالہ جات کم و بیش ساٹھ پینسٹھ کی تعداد میں موجود ہیں۔ اصل متون بعض اوقات دور تک چلتے ہیں جس کی وجہ سے اصل منابع کے قیمتی اور مبارک اثرات اپنی اصل حیثیت میں بہ افراط قاری کے فکر و خیال اور دیدہ و دل میں اترتے محسوس ہوتے ہیں۔

کتاب کا دائرہ خطاب وسیع ہے۔ اس کی زبان اس کا بیان عام قاری کے لئے قابل فہم ہیں لیکن ان کی اصلاحی کوششوں کا ہدف اور نشانہ ترجیحی طور پر نسل جدید کا ذہن ہے جس میں جدید تفریحی ذرائع ابلاغ کی وجہ سے عقیدے کا فساد زیادہ نمایاں اور بلحاظ نتائج زیادہ خطرناک ہے۔ چنانچہ ان کے ہاں یہ اہتمام مسلسل طور پر موجود دکھائی دیتا ہے کہ انہوں نے ابلاغ و تبلیغ کے طرز اظہار اور انداز ترسیل کو عہد حاضر کی نسلوں کے مزاج و مذاق سے پوری طرح ہم آہنگ رکھا ہے۔ یہاں ان کی موروثی دہلوی زبان کا سادہ و سلیس اور مؤثر و خوبصورت روزمرہ اور لہجہ انہیں پوری طرح کام دے گیا ہے۔ اس مقام پر انہوں نے دینی اور ملی نقطہ نظر کے ادیبوں مثلاً حضرت مولانا ابوالحسن علی رحمہ اللہ، قدرت اللہ شہاب اور مختار مسعود وغیرہ کے مانوس، تازہ، خوشگوار اور ثقالت و گرانی سے مبرا اسالیب بیان سے بھی استفادہ کیا ہے۔ طرز بیان کو اثر انگیز اور جاذب سماعت بنانے کے لئے موقع بموقع برمحل اشعار سے بھی پورا کام لیا گیا ہے۔ جس سے تبلیغی عمل کو بار آور ہونے کا موقع ملا ہے۔

کتاب کی فہرست عنوانات کم و بیش ڈیڑھ سو چھوٹے چھوٹے عنوانات پر مشتمل ہے۔ یہ جزئیات نگاری موضوع کی کلیت کو ایک ہی پھیلاؤ میں بیک نظر دیکھنے اور سمجھنے میں قاری کی لئے معاون بنتی ہے۔ عنوانات کے تجزیے اور تشریح کے دوران متعدد نئی نئی تاریخی باتوں کا انکشاف سامنے آتا ہے۔ کم از کم راقم خاکسار کی کوتاہ علمی اس ذخیرے سے سعادت اندوز ہوئی کہ یہ میرے لئے نئی تھیں مثلاً

سب سے پہلے مینار کی تعمیر حضرت معاویہ کے حکم سے مصر میں مصر کے گورنر مسلمہ بن

مخلد انصاری کے ذریعے عمل میں آئی۔

مصر میں مینار پر چڑھ کر سب سے پہلے شرحبیل بن عامر نے اذان دی۔

مسجد نبوی میں سب سے پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے چاروں کونوں میں ایک ایک مینار بنوایا۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ باسعادت میں مسجد کے مینار نہیں تھے۔

میناروں کی تاریخ میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کا نام ان حکمرانوں کے طور پر آیا ہے جنہوں نے میناروں کو ایک مستقل مقام دیا۔

اس طرح یہ کتاب کھلتے ہوئے پوشیدہ علمی منظروں کا ایک تسلسل ہے جس کی بنا پر اسے "کشف المحجوب" کہ دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ چند عنوانات مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر حسب ذیل ہیں:

اذان ایک مکمل دعوت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قیام اذان، صحابہ کرام اور قیام اذان، عبداللہ بن عباس کا اذان سن کر گریہ و زاری، مینار کی اہمیت، جامع اموی کے مینار پر مسیح ہدایت کا نزول، مغفرت بقدر بلندی آواز، موذن کے سر پر اللہ کا ہاتھ، قیامت کے دن موذنین کی سربلندی، چرواہے کی اذان اور اللہ کا اظہار خوشنودی، ٹیپ ریکارڈ اور ٹیلی ویژن کی اذان، نابینا موذن اور فوج کی قیادت، شبلی اور اقبال کا بلالؓ کو خراج عقیدت وغیرہ۔

یہ فہرست عنوانات اتنی جامع اور بسیط ہے کہ ہمارے مؤلف نے اصل موضوع کے ذیلی اجزا کو دور دور تک نظر انداز نہیں ہونے دیا۔ شخصی ماخذوں میں اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار کے متعدد علمی اکابر میں چند اسمائے گرامی یہ ہیں۔ ابن اثیر، ابن کثیر، ابن حجر، قرطبی، امام بخاری، ابن ابی مباح، ابن جوزی، ابن سیرین، ابن عابدین، امام شافعی، ابن قیم، سعدی شیرازی، واقدی، ذہبی، ابن ابی شیبہ، جلال الدین سیوطی کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کے نئے پرانے اکابر علمی کے اسمائے گرامی ہیں، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، احمد سعید دہلوی، ابوالکلام آزاد، شبلی نعمانی، ثناء اللہ پانی پتی، حفظ الرحمن سیوہاروی، مناظر احسن گیلانی، مولانا مفتی محمد شفیع، عبدالسلام ندوی، معین الدین ندوی، مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا زکریا کاندھلوی، مولانا وحید الزمان، مولانا یوسف لدھیانوی .... عصر حاضر کے بعض مقامی مشاہیر میں چودھری افضل حق، علامہ اقبال، قدرت اللہ شہاب، ابوالحسن علی ندوی، مختار مسعود، وحیدالدین فقیر وغیرہ کے نام نامی مؤلف کی وسعت تحقیق و استفادہ پر دلالت کرتے ہیں۔ حوالے کی ان تمام شخصیات کے آخر میں سعدی شیرازی کا یہ شعر ان کی وسعتِ تمتع کے اعتراف کا حامل ہے کہ

تمتع زہر گوشہ یافتم
زہر خرمنے خوشہ یافتم

(ترجمہ) میں نے کتاب کی ترتیب و تالیف کے لئے ہر علمی گوشہ سے استفادہ کیا اور فکر و نظر اور علم و دانش

کے ہر خرمن سے خوشہ چینی کی۔

اب مختصراً کتاب کے ظاہر کی بات ...... تخلیق احسن الخالقین کی ہو یا اس کی ہنر مند مخلوق (انسان) کی، وہ ہمیشہ جسم و روح اور صورت و معنیٰ کی دو گونہ خصوصیات سے متصف ہو کر ہی مکمل ہوتی رہی۔ زیر بحث کتاب کا اصل حسن تو اس کا حسنِ سیرت ہی ہے جو اس کے دینی موضوع کے علمی مواد اور اس کی معنوی افادیت سے متعلق ہے تاہم اس کا حسنِ صورت بھی محض حشو و زوائد میں سے نہیں۔ ظاہر و باطن باہم نامیاتی طور پر پیوست اور مربوط ہیں۔ اس کا ظاہر اس کے باطن کا پرتو روشن ہے۔ اندر کی سیّال روشنی کی ایک موجِ خود نما باہر کی طرف آ کر ابتدائی اور آخری دونوں گتوں پر مجسم اور منجمد ہو کر ہمیشہ کے لئے ٹھہر گئی ہے۔ یہ عدم تعین کا تعین میں متشکل اور متحجر ہونا ہے۔ گتوں کے اوپر سبز اور سفید رنگوں کا سوچا سمجھا انتخاب اور امتزاج اپنے مفہوم میں علامتی ہے اور حسن کی ایک خاص معنویت کی بہار کو آشکار کر رہا ہے۔ اپنے وجود اصلی کو مسجد سے الگ کئے ہوئے یہ گنبد و مینار، ادھوری تکونیں، زاویے، قوسیں اور خطوط جو سفید رنگ میں شہود پذیر ہوئے ہیں، نور مطلق کی علامت ہیں۔ ان کا فنی ابہام یاد انگیز اور تخیل افروز ہے۔ جس نے تفرید اور تجرید کو ابھارا ہے۔ میری مراد ہے اس سے اسے انفرادیت بھی ملی ہے اور کچھ تجریدی آرٹ سے بھی منسوب کر دیا گیا ہے۔ مجھے ان کے اندر تھوڑی سی جدید فن تجرید کی صدائے بازگشت سنائی دے گئی ہے۔ بعض جیومیٹریکل ادھوری اشکال پر حروف کا گمان ہوتا ہے۔ یہ غیر مربوط اجزا کسی کل کی یاد دلاتے ہیں اور ابلاغی نقطۂ نظر سے اس مجاز مرسلی اشاریت سے مربوط دکھائی دیتے ہیں جس میں کل جز کا اور جز کل کا ابلاغ کرتا آیا ہے۔ جزوی اشکال کو گہرے سبز رنگ کے پس منظر میں ابھارا گیا ہے جو دانائے سبل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے سبز رنگ سے مماثل ہو کر معزز و محترم بن گیا ہے۔ یوں سارا مصورانہ عمل قدسی اور ماورائی سا ہو گیا ہے جو دیکھنے والی آنکھ کو تطہیر سے گزارتا محسوس ہوتا ہے۔ آخری گتے پر اسلامی ادب کا ایک اثر انگیز اقتباس دل کے تاروں کو مرتعش کرتا ہے۔ یہ کسی صاحب واردات کے لمحۂ کیف و سرور اور نشاط و انبساط کے دوران لکھی ہوئی اذان کی تعبیر و توضیح ہے جو پڑھنے والے کو دینی تدبر و تفکر کی دعوت کے ساتھ ساتھ دعوت احساس جمال بھی دیتی ہے۔ یہ خوبصورت اور اعلیٰ درجے کی علمی تحریر (بلکہ تخلیق) صریحاً حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ہے جو اپنی ذات بابرکات میں صوفیانہ واردات کے استغراقی کمال اور شعر و ادب کے جمال ...... دونوں کے ایک ساتھ رمز شناس تھے۔

میری دلی دعا ہے، رب کریم محض اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کو ہر قاری کے لئے پورے پورے روحانی استفادے کا اور مولف گرامی کے لئے (مع مبصر) نجاتِ اخروی کا فیصلہ کن وسیلہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

○

پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی قسط ۵

امارتِ اسلامیہ افغانستان .... مشاہدات و تأثرات

کمانڈر عبدالجبار صاحب کا وطن ساہی وال پاکستان ہے، جامعہ خیر المدارس ملتان سے فارغ التحصیل عالم دین ہیں مگر عالمانہ حیثیت سے زیادہ مجاہدانہ حیثیت سے معروف ہیں جہادِ افغانستان سے بحیثیت کمانڈر سابقہ جہادی دور ہی سے متعلق چلے آ رہے ہیں اور جہادِ کشمیر سے بھی ذمہ دارانہ وابستگی رکھتے ہیں، امیر المومنین کے ہاتھ پر اولین بیعت کرنے والوں میں شامل ہیں ان مخصوص حضرات میں سے ہیں جن کی حربی مہارت و جہادی مشاورت پر امیر المومنین کو اعتماد ہے، ان کا علمی و منصبی وقار انکسار میں ڈھلا ہوا ہے مہمان خانے میں تشریف لائے تو سب حضرات احترام میں کھڑے ہو گئے کثرت تعداد کے باوجود یہ ایک کونے سے آخری کونے تک کھڑے ہوئے دوستوں میں سے ہر ایک کے پاس خود چل کر گئے معانقہ و مصافحہ کیا اور خیریت دریافت کی اور پھر ان کے درمیان عام فرشی نشست پر بیٹھ گئے، خوش اخلاق اور ہنس مکھ ہونے کے باوجود کم گو ہیں، گفتگو کی بجائے عمل بلکہ جہاد کے مردِ میدان ہیں دھیمے لہجے میں بولتے ہیں مگر بات مختصر، واضح اور دوٹوک کرتے ہیں، ان کا شیوہ دل شکنی نہیں دل جوئی ہے مگر حق گوئی میں نازک مزاج شاہوں کی خفگی و دل شکستگی سے بے نیاز ہیں، اہلِ مصلحت کی پیچیدگیوں میں نہ الجھتے ہیں اور نہ ہی مصلحتوں کے پیچ و خم میں کسی کو الجھاتے ہیں، میدانِ جہاد میں مجاہدین کو صرف ہدایات ہی نہیں دیتے بلکہ آگے رہ کر اُن کی قیادت بھی کرتے ہیں، مسکراتے چہرے پر مقصدیت کی سنجیدگی ہمیشہ غالب رہتی ہے، لہجے کا سوز و گداز اخلاصِ دل کا عکاس ہے، گفتگو کے دوران میں نگاہیں شرم و حیا سے زیر بار رہتی ہیں مگر جہادی رفیقوں کا کہنا یہ ہے کہ میدانِ جہاد میں نظروں کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

مجلس کے اختتام پر جناب کمانڈر صاحب کی خدمت میں ندوۃ الاحناف قرآن محل ملتان کے سلسلہ وار مطبوعہ رسائل پیش کئے گئے انہوں نے اشتیاق و سپاس سے قبول فرمائے عنوانات پڑھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور دعائیہ کلمات ادا کئے۔

نمازِ عصر ادا کی، کمانڈر صاحب تنظیمی و تربیتی امور کی مشاورت میں مصروف ہو گئے اور قرآن محل کے مدرس نے غیر رسمی نشست میں حاضرین کو رافضیت کی اسلام دشمن سرگرمیوں بالخصوص پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور امارت اسلامیہ افغانستان کے بارے میں اس کے سازشی ارادوں اور کوششوں سے تفصیلاً آگاہ کیا، اور اس کے بعد نمازِ مغرب تک کا باقی وقت حنظلہ محمود اور اس کے ساتھ تربیت حاصل کرنے

والے مجاہدین سے گفتگو اور ان کی رفاقت میں گزر گیا اسی اثناء میں ملتان کے کئی زیر تربیت نوجوانوں سے ملاقات و تعارف کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔

نماز مغرب کے بعد کمانڈر مولانا عبدالجبار صاحب کا بیان ہوا، انہوں نے حاضرین و مجاہدین کو جہادِ کشمیر کے مقصد، اس کی موجودہ حربی صورت حال اور شہدا کے ایمان افروز واقعات سے آگاہ فرمایا، اگرچہ ان کا انداز بیان روایتی جوش و خروش کی بجائے عام گفتگو کا تھا مگر ان کی باتیں کانوں میں اٹکنے یا ٹکرا کر واپس آنے کی بجائے دل میں اترتی چلی جاتی تھیں اور اس حقیقت کا احساس ہو رہا تھا کہ جہاد کے موضوع پر غیر مجاہد مدرس کا درس اور ہے اور مجاہد کی گفتگو کی تاثیر کچھ اور ہے۔

نماز عشاء معسکر میں ادا کی اور پھر قرار گاہ میں آگئے، ملک پیک، ٹین کی بوتلوں اور کنویں کے ٹھنڈے پانی سے مرکب تین جزئی مشروب سے شکم سیر ہو کر اپنے آپ کو سحر تک کے لئے نیند کے حوالے کر دیا۔

خط اول (محاذ) پر حاضری:

۱۲ ربیع الاول / ۲۷ جون بروز اتوار نماز فجر کے بعد شاہی باغ میں چہل قدمی کی، مجاہدین کی حربی ورزشیں دیکھیں، شہتوت خوری کی اور اس کے بعد محاذ پر جانے کے ارادے سے حرکتہ المجاہدین کی گاڑی میں کابل شہر کے دفتر میں آگئے، دورۂ محاذ کے رہبر استاد عبدالغفار صاحب مقرر ہوئے۔

ماہرین حرب جو شریک جہاد رہنے کے علاوہ نو وارد مجاہدین کو حربی تعلیم و تربیت دیتے ہیں انہیں معسکر کی زبان میں استاد کہا جاتا ہے، استاد عبدالغفار صاحب نہ صرف معسکر میں استاد ہیں بلکہ حربی اہمیت کے بعض خصوصی امور میں بھی مہارت رکھتے ہیں، مردم شناس بھی ہیں اور مزاج شناس بھی، موقع محل کے لحاظ سے مناسب صورت اختیار کرنے کا سلیقہ رکھتے ہیں، دوسروں کے معاملات میں بے جا مداخلت بھی نہیں کرتے اور انہیں مناسب تجاویز سے محروم بھی نہیں رکھتے، دفتری اور تنظیمی ضروریات سے زیادہ محاذ کے مجاہدین کی ضروریات کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں، ہم نے ان کے مشورے سے مجاہدین کے لئے کچھ پھل خریدے اور پھر حرکتہ المجاہدین کی دو گاڑیوں میں قلعہ مراد بیگ کے محاذ کی طرف روانہ ہوگئے۔

سڑک کشادہ تھی مگر ٹریفک محدود تھی آگے جا کر ٹینکوں سے سڑک کو بند کر دیا گیا تھا، سڑک کے کنارے طالبان کے مغرب کی طرف حرکتہ الجہاد الاسلامی کے اور مشرق کی طرف حرکتہ المجاہدین کے مورچے تھے اور عربوں کا مورچہ قدرے بلندی پر تھا، دشمن بالکل سامنے مورچے لگائے بیٹھا تھا ہم نے گاڑیاں ایک طرف اوٹ میں کھڑی کر دیں اور اپنے آپ کو دیواروں اور درختوں کی آڑ سے دشمن کی نگاہوں سے چھپاتے ہوئے مورچوں کی طرف پیدل چل پڑے، مجاہدین فراز کوہ یوں طے کر رہے تھے جیسا کہ ہموار زمین پر رواں دواں ہوں جبکہ ہم ہر مسلمان کے لئے عسکری تربیت و مشق کی ضرورت و اہمیت کے شدید احساس کے ساتھ ان کے نقش پا پر چلنے کی کوشش کر رہے تھے اور ستا ستا کر آخر کار پہلے مورچے تک پہنچ ہی گئے، ان مجاہدین کی زیارت کا شرف حاصل کیا جو کسی مالی مفاد یا قومی و وطنی عصبیت کے بغیر صرف اور صرف اللہ

تعالیٰ کی رضا کے لئے اُس کے راستے میں نذرانہ جان پیش کرنے کے لئے بے تاب تھے جو اپنے خون سے ملت اسلامیہ کے پژمردہ چہرے کو شادابی عطا کرنے اور گلشن اسلام کو نکھارنے کے خواہاں تھے، گردو نواح سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں گولیوں کے خول یا گولوں کے ٹکڑے نہ پڑے ہوں۔ گولیوں اور گولوں کی اس فضا میں اُن کے چہروں کا سکون ان کے قلبی ایمان کی پختگی کی عکاسی کر رہا تھا، غیر مجاہد دنیاوی زندگی کے مفاد کے لئے لڑتا ہے یا شہرت پر مرتا ہے جبکہ مجاہد فی سبیل اللہ لڑتا ہی اللہ کے دین پر قربان ہونے کے لئے ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت ، نہ کشور کشائی

اس محاذ کے کمانڈر ڈاکٹر غزالی صاحب تھے، جو ایبٹ آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور دس سال سے جہاد سے وابستہ ہیں ڈاکٹر صاحب دوسرے مورچے پر تھے ان سے ملاقات کے لئے وہاں پہنچے، دن کے گیارہ بجے تھے اور وہ بوریوں کی دیوار کے سائے میں لکڑی کے سائبان کے نیچے خطرۂ موت سے بے خوف نہایت اطمینان و سکون سے گہری نیند سو رہے تھے معلوم ہوا کہ رات بھر دشمن کی طرف سے گولہ باری ہوتی رہی ہے پوری رات جاگنے کے بعد اب کچھ ہی دیر ہوئی ہے کہ سوئے ہیں ہم نے انہیں اس صورت میں جگانا مناسب نہ سمجھا مگر اُن کے ساتھی اور ہمارے رہبر استاد عبدالغفار صاحب نے کہا کہ اگر آپ ڈاکٹر صاحب سے ملے بغیر چلے گئے تو وہ اسے شدت سے محسوس کریں گے۔ لہذا انہوں نے خود ہی ڈاکٹر صاحب کو بیدار کر دیا ڈاکٹر صاحب نہایت تپاک سے ملے، محاذ کے حیرت انگیز و ایمان افزا چشم دید واقعات سناتے ہوئے بتایا کہ سامنے کی پہاڑی پر طالبان کا مورچہ تھا۔ وطن پرست کچھ افراد دھوکہ دے کر ان میں شامل ہو گئے۔ دولت کی جھنکار نے مخالفین سے سودا کرا دیا طے شدہ سازش کے تحت دشمن نے اس مورچے پر حملہ کر دیا پہلے تو فروخت شدہ افراد نے رسمی مزاحمت کی اور پھر دشمن کو اوپر چڑھنے کا موقع دے کر ہتھیار ڈال دیئے۔ ایک پاکستانی مجاہد صورتِ حال بھانپ گیا اور اپنے اس مورچے سے جست لگا کر تیزی کے ساتھ اوپر چڑھ کر اس مورچے پر پہنچا اور مخالف کمانڈر کو قتل کر کے اس کا سر فضا میں اچھال دیا جس کے نتیجے میں مخالفین فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔ وہ نوجوان خود تو شہادت سے سرفراز ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ نے مورچے کی حفاظت فرمادی۔

ڈاکٹر صاحب نے ساتھیوں کے سوالات کے جوابات بشاشت وضاحت سے دیئے، اگرچہ ان کی گفتگو کا انداز اور ان کا لب و لہجہ ان کے خوش مزاج ہونے کی غمازی کر رہا تھا۔ مگر مقصدیت کی سنجیدگی جو حربی خشونت کی آمیزش سے بالکل پاک تھی ان کے چہرے پر اس طرح پھیلی ہوئی تھی کہ انکی مسکراہٹ کو خندہ نہیں بننے دیتی تھی۔ اور انکا پرسوز و گداز انداز بیان انکے قلبی اخلاص کی ترجمانی کر رہا تھا۔ ان سے ملاقات کے بعد واپس شہر کے لئے چل پڑے۔

جہاد افغانستان پر ایک نظر:

افغانستان ایک پہاڑی ملک ہے اس میں مختلف قبائل آباد ہیں اور کوئی قبیلہ دوسرے قبیلے کی بالا دستی قبول کرنے کو تیار نہیں یہی وجہ ہے کہ یہ ملک ہمیشہ طوائف الملوکی کا شکار رہا ہے، روایت مشہور ہے کہ اسکندر مقدونی جب فتوحات پر فتوحات کرتا ہوا افغانستان پہنچا تو اسے یہاں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی اس کی ماں نے اس سے اس کی وجہ معلوم کی تو اس نے جواب دینے کی بجائے اگلے دن کچھ قبائل کے چند افراد کو کھانے پر بلایا اور تعارفی گفتگو میں یہ سوال کیا کہ تم میں سے سب سے بڑا قبیلہ کس کا ہے ہر ایک نے اپنے قبیلے کو بڑا کہا اور ایک دوسرے کے دعویٰ کی نفی کو دیکھتے ہی دیکھتے تلواریں نکل آئیں اسکندر نے بڑی مشکل سے معاملہ رفع دفع کیا اور کھانا کھلا کر رخصت کر دیا اور اس کے بعد اپنی ماں سے کہا کہ جس علاقے کے لوگ ایک دوسرے کی فوقیت برداشت نہیں کر سکتے وہ باہر والے کو آسانی کے ساتھ کیسے قبول کر سکتے ہیں۔

یہ ملک عرصہ دراز تک برطانیہ اور روس دونوں کی نظروں میں کھٹکتا رہا نہ تو انگریز اس کو برعظیم پاک و ہند کی طرح زیر نگین رکھ سکا اور نہ ہی روس وسط ایشیا کی دیگر مسلمان ریاستوں کی طرح اسے ہڑپ کر سکا۔

کمیونسٹ انقلاب کے بعد روس نے اس ملک کو زیر اقتدار کرنے کے لئے ایک طویل منصوبہ بندی کی، ظاہر شاہ کے دور میں سردار داؤد کے ذریعے انتظامیہ اور تعلیمی شعبے میں اپنا اثر رسوخ بڑھانا شروع کیا اسی دور میں تعلیمی اداروں میں بے دینی اس قدر بڑھ گئی کہ کابل یونیورسٹی میں مسجد تو درکنار نماز ادا کرنا بھی باعث عار سمجھا جانے لگا۔ بادشاہت کو جمہوری شکل میں تبدیل کرنے کی لہر چلی جس کے نتیجے میں خلق اور پرچم کے نام سے دو سیاسی پارٹیاں وجود میں آئیں اور دونوں کمیونزم کی علمبردار تھیں۔ 1973ء میں جب ظاہر شاہ اٹلی کے دورے پر تھا سردار داؤد خان نے اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور بادشاہت ختم کر کے صدر ہونے کا اعلان کر دیا۔ اگرچہ داؤد نے تحریک اسلامی کو کچلنے کی بھرپور کوشش کی اس کے دور میں ہزاروں افراد شہید ہوئے مگر وہ بھی اپنے گرد روس کے تنگ ہوتے ہوئے گھیرے کو برداشت نہ کر سکا لہذا اپریل ۷۸ء میں سردار داؤد کو قتل کر دیا گیا اور اس کی جگہ خلق پارٹی کے سربراہ اور خالصتاً کمیونسٹ نور محمد ترہ کئی کو سربراہ بنا دیا گیا، جس نے دسمبر ۷۸ء میں "دوستی اور رفاقت" کے نام سے روس سے ایک خاص معاہدہ کیا جس نے تحت روسی فوجی ماہرین اور روسی فوج کو اسلحہ سمیت افغانستان میں داخل ہونے کا موقع مل گیا، ستمبر ۱۹۷۹ء میں نور محمد ترہ کئی کے دست راست حفیظ اللہ امین نے اس کو قتل کر کے خود اقتدار سنبھال لیا دسمبر ۱۹۷۹ء میں روسی فوجیوں نے اسے قتل کر کے ببرک کارمل کو صدر بنا دیا اور اس کی درخواست اور طلب کی آڑ میں ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روسی فوجیں افغانستان میں پوری طرح داخل ہو گئیں اگرچہ ان ادوار میں بے دینی کا ماحول پیدا کرنے اور اسلامی اقدار و روایات کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی مگر ایک تو تعلیمی اداروں میں ایسے اساتذہ موجود تھے جنہوں نے متعدد نوجوانوں کے اذہان کو اسلام سے وابستہ رکھا

دوسرے یہ کہ پورے ملک میں دینی مدارس کا ایک وسیع سلسلہ قائم تھا یہی وجہ ہے کہ جب نور محمد ترہ کئی کے ذریعے کمیونسٹ انقلاب آیا تو عوام کی اسلامی وابستگی جو بے دینی کے سیلاب میں بہتی چلی جارہی تھی غفلت سے بیدار ہونے لگی، روسی فوجوں کے ملک میں داخل ہوتے ہی علماء کی پکار پر عوام اٹھ کھڑے ہوئے اور اسلامی جہاد کا آغاز ہو گیا اور افغانستان کے علاوہ پاکستان کے مستند مفتیانِ کرام نے بھی اس کے اسلامی جہاد ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے تین نوجوان مولانا ارشاد احمد، قاری سیف اللہ اختر اور مولانا عبدالصمد سیال پاکستانی طالبان کی اس جہاد میں شرکت کا آغاز بنے۔ اور پاکستان کے دینی اداروں میں جہاد کا رجحان بڑھتا چلا گیا ہزاروں طلبہ تعلیم چھوڑ کر آرزوئے شہادت سے شریک جہاد ہونے لگے۔ سرکاری تعلیمی اداروں کے طلبہ بھی ان کے شریک سفر ہوتے چلے گئے، پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں نے افغانستان کی ہم مسلک و ہم خیال جہادی تنظیموں سے تعلق مضبوط و مربوط کر لیا اور ان کے لئے پاکستان سے مجاہدین کے علاوہ امدادی رقوم واشیا بھی بھیجنے لگے، عرب ممالک کی طرف سے بھی مالی امداد کا سلسلہ شروع ہو گیا اور عرب نوجوانوں میں جہاد میں شرکت کا جذبہ بیدار ہوا اور ان کا سب سے پہلا قافلہ ۲۸۔ جون ۱۹۸۰ء کولنڈی کوتل کے راستے افغانستان میں داخل ہوا اور یہ قافلہ اٹھہتر ۷۸ افراد پر مشتمل تھا۔ اسی سال فلسطینی نژاد عرب مجاہد عبداللہ عزام شریکِ جہاد ہوا اور اس کی کوششوں سے اسامہ بن لادن ۱۹۸۱ کے وسط میں پشاور پہنچا آغاز افغان مہاجرین کی مالی مدد سے کیا پھر تربیتی کیمپوں کی سرپرستی کی اور اس کے بعد خود بھی جہاد میں عملاً شریک ہو گیا۔

۱۹۸۸ء میں جنیوا میں روس کی واپسی کا معاہدہ ہوا اور فروری ۸۹ء میں نہ صرف روس افغانستان سے نکل گیا بلکہ وسط ایشیاء کی ریاستیں بھی اس کی گرفت سے آزاد ہو گئیں، امریکہ اور پاکستان دونوں نے اپنا مقصود پالیا جبکہ اس جہاد سے اہل افغانستان کا حقیقی مقصود صرف روس کو نکالنا نہ تھا بلکہ اسے نکال کر ایک خالصتاً اسلامی ریاست کا قیام تھا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت صرف آئین میں مذکور نہ ہو بلکہ عملاً رائج ہو، امریکہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے یہ صورت کیسے قابل برداشت ہو سکتی تھی، اس جہاد میں سات جہادی تنظیمیں شریک تھیں جن کا اتحاد ہوس اقتدار کی بھینٹ چڑھ گیا۔ آٹھ شیعہ تنظیمیں منظر عام پر آگئیں اور سولہواں فریق ڈاکٹر نجیب اللہ شمار ہونے لگا جسے روس نے افغانستان سے نکلتے وقت اقتدار سپرد کیا تھا اور جو خالصتاً کمیونسٹ اور ظالم انسان تھا۔ امریکہ نے وسیع البنیاد حکومت کا شوشہ چھوڑا اور پاکستان نے جہادی تنظیموں کے درمیان اختلافات میں اہم کردار ادا کیا۔ نتیجتاً پورا ملک خانہ جنگی میں مبتلا ہو گیا، عرب اور پاکستانی مجاہدین لا تعلق ہو گئے اور افغان طلبہ بھی تعلیمی اداروں میں واپس چلے گئے مگر خانہ جنگی ایسی بڑھی جس کی وجہ سے پورے ملک کا امن و امان تباہ ہو گیا اقتدار کی مصلحتوں نے بے دینی و فحاشی کے انسداد کو قابل توجہ نہ سمجھا اور ہر جماعت نے علاقائی عصبیت اور کمیونسٹ گروہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش شروع کر دی، راہنمایانِ ملت کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اٹھ گیا اور وہ بیرونی طاقتوں کے "دست شفقت" کے منتظر ہو گئے، اہل اسلام کی طرف سے

امدادی رقوم کا سلسلہ رک گیا تو انہوں نے اپنے عوام کا خون چوسنا شروع کر دیا ایک ایک شہر میں کئی کئی حکومتیں قائم ہو گئیں اور انتظامی بد نظمی کی انتہا ہو گئی۔

قندھار کا عمر نامی ایک طالب علم جو ایک دینی مدرسے میں موقوف علیہ کے درجہ میں پڑھتا تھا اور تعلیم چھوڑ کر جہاد افغانستان میں شامل ہوا تھا اور اس کی دائیں آنکھ بھی اس جہاد میں شہید ہو چکی تھی یہ ظلم و تشدد برداشت نہ کر سکا سولہ لاکھ سے زیادہ اہل ایمان کی شہادت کے تصور نے اسے بے چین کر دیا اس نے چند افراد کے ساتھ مل کر پہلے تو راہنماؤں کو شہدا کی قربانی کے حقیقی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نفاذ کی طرف متوجہ کیا اور ظالموں کو ظلم سے باز رہنے کی ترغیب دی اور پھر اپنی اس کوشش میں ناکامی کے بعد پچیس ساتھیوں کے ساتھ مل کر از سر نو جہاد کا آغاز کر دیا۔

امریکہ اور اس کے ساتھیوں نے اسے جہادی تنظیموں میں ایک نیا اختلافی گروپ سمجھا اور خود جہادی تنظیموں کو باہمی لڑائی کی وجہ سے اس گروہ کے مقابلے میں سنبھلنے کا موقع نہ ملا اس گروہ کے زیر قبضہ علاقے میں اسلامی نظام کے نفاذ اور امن و امان میں مجاہدین فی سبیل اللہ نے اپنا مقصد جہاد پا لیا، پاکستانی اور عرب جہادی تنظیموں نے ملا محمد عمر کے ہاتھ پر بیعت امارت کر لی اور جہاد افغانستان کے اکثر جہادی کمانڈر، مثلاً ملا بورجان، ملا عبدالسلام راکٹی، مولانا جلال الدین حقانی، ملا یار محمد، مولانا محمد ارسلان رحمانی، ملا فضل، ملا عبدالرزاق، ملا حسن رحمانی، مولانا پیر محمد روحانی، مولوی محمد یونس خالص، مولوی نبی محمدی وغیرہ اپنی اپنی تنظیموں اور اپنے اپنے اسیر ہوس اقتدار راہنماؤں کو چھوڑ کر اس قافلہ جہاد میں دھڑا دھڑ شامل ہونے لگے کیونکہ افغانستان کا اکثر حصہ روس کے خلاف جہاد میں انہوں نے فتح کیا تھا اس لئے ان کے زیر اثر علاقے تیزی کے ساتھ امارت اسلامیہ کا حصہ بنتے چلے گئے۔ اور آخر کار قندھار سے اٹھنے والا ابر جہاد دارالحکومت کابل تک پہنچ گیا اب تمام اقتدار پرست باہم متحد ہو گئے اور تمام طاغوتی قوتیں ان کی سرپرست بن گئیں جس کی وجہ سے فتوحات میں وہ تیزی باقی نہ رہی تاہم پیش قدمی کا سلسلہ جاری ہے اور جو علاقہ فتح ہوتا جا رہا ہے اس میں اسلامی نظام کی برکات دل کے اندھوں کے سوا مشاہدہ کرنے والے ہر شخص کو نظر آ رہی ہیں۔ چونکہ اس جہاد کا آغاز طلبہ نے کیا اکثریت بھی طلبہ کی ہے اس لئے اس گروہ کا نام قدرتی طور پر طالبان پڑ گیا۔

جہاد یا فساد؟

امارت اسلامیہ افغانستان اور اس کے مخالف شمالی اتحاد دونوں کی طرف سے لڑنے والے مسلمان ہیں، باریش ہیں اور اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہیں جس کی وجہ سے بعض لوگ اس پروپیگنڈے سے متاثر ہیں کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ نہیں اہل افغانستان کی خانہ جنگی ہے جب کہ اہل نظر اور واقفان حال وہی نہیں بلکہ عقل سلیم رکھنے والے وہ افراد بھی جو درج ذیل حقائق سے آگاہ ہیں اسے خالصتاً جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں بعض قبیلے زکواۃ کے منکر ہو گئے اور بعض نے اسلامی حکومت کو زکواۃ دینے سے انکار کر دیا یہ انکار کرنے والے خود کو اہل ایمان کہتے تھے باریش تھے اور صوم و صلواۃ کے

پابند تھے مگر اس کے باوجود حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ان کے خلاف خروج کو خانہ جنگی نہیں جہاد فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔

طالبان زمین پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام نافذ کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں ان کے زیر انتظام تمام علاقے میں عملاً یہ نظام رائج ہے۔ جبکہ مخالف اتحاد نہ تو یہ دعویٰ رکھتا ہے اور نہ ہی اس کے زیر قبضہ علاقے میں عملاً یہ نظام رائج ہے۔

افغانستان کے تمام علماء کرام اور پاکستان کے واقفانِ حال مفتیان عظام کا اس کے جہاد فی سبیل اللہ ہونے پر اجماع ہے۔

طالبان کا اپنے مخالفین سے مطالبہ اسلامی نظامِ شریعت کا نفاذ ہے جبکہ مخالفین کا ان سے مطالبہ شراکت اقتدار ہے۔

طالبان کے جہادی رفقاء کسی ایک زبان یا علاقے سے تعلق رکھنے والے نہیں بلکہ ان میں عربی، فارسی، پشتو، اردو، سرائیکی پنجابی، سندھی وغیرہ متعدد زبانیں بولنے والے شامل ہیں جن کا طالبان سے تعلق صرف اور صرف اسلامی اخوت کا ہے جبکہ مخالف شمالی اتحاد میں شامل افراد کے باہمی تعلق کی بنیاد علاقائی قبائلی اور لسانی عصبیت ہے۔

امریکہ، روس، اسرائیل، بھارت اور ایران وغیرہ دنیا کی یہ تمام کفریہ اور طاغوتی قوتیں باہمی اختلاف کے باوجود الکفر ملۃ واحدۃ کے مصداق طالبان کے خلاف شمالی اتحاد کی حمایت و امداد پر متفق ہیں اور ان کی مخالفت کی تمام تر بنیاد اسلامی نظامِ خلافت ہے کیونکہ جب امریکہ اور ایران وغیرہ کو جہادِ افغانستان کے بعد ان جہادی تنظیموں کا اسلامی نظام گوارہ نہ ہوا جس میں جدیدیت کی لچک اور اس کا رجحان موجود تھا انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قائم کردہ خلافتِ راشدہ کی طرز کا طالبان کا نافذ کردہ خالص اسلامی نظام کیسے برداشت ہو سکتا ہے۔؟

ایک طرف مملکتِ افغانستان کا اکثر ہی نہیں بلکہ قریب الکل حصہ ہے اور دوسری طرف اس ملک کا تھوڑا سا علاقہ ہے اگر دونوں طرف اسلامی نظام رائج ہوتا تو بھی مرکز گریز اسلامی گروہ کے خلاف کارروائی کو جہاد ہی قرار دیا جاتا کجا یہ کہ احمد شاہ مسعود اور اس کے ساتھیوں کا گروہ صرف مرکز گریز نہیں بلکہ اسلامی مرکزیت کے خلاف ہے، پھر یہ کہ اسلامی نظام پر کاربند نہیں تیسرے یہ کہ اس میں مسلم و غیر مسلم سب شامل ہیں۔ چوتھے یہ کہ تمام طاغوتی اور کفریہ قوتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں ایسی صورت میں اسے جہاد کی بجائے خانہ جنگی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔

(جاری ہے)

کچھ یادیں کچھ باتیں

امین الدین انصاری

رفیقِ امیرشریعت،خطیبِ پاکستان

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کا شمار مجلس احرار اسلام کے مقتدر رہنماوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد گرامی (حضرت قاضی محمد امین رحمہ اللہ) نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمت میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو پیش کرتے ہوئے یہ درخواست کی کہ یہ بچہ آپ کی خدمت میں اس جذبہ کے تحت پیش ہے کہ آپ اس کی تربیت اس انداز میں کیجیے کہ دین حق اور تبلیغ اسلام کی خدمت میں مصروف ہوجائے۔ الحاد کے اس دور میں اپنے علم اور جذبۂ ایمانی سے دینِ حق کی شمع فروزاں رکھے۔ جذبہ صادق ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے اسباب پیدا فرمادیتا ہے کہ اس کی راہ میں ایثار کرنے والوں کی دلی آرزو پوری ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب کو بےشمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ حضرت امیر شریعت کی تربیت اور مجلس احرار اسلام کے جلیل القدر رہنماؤں کی صحبت میں قاضی صاحب کی یہ خوبیاں پوری آب وتاب کے ساتھ اجاگر ہوئیں۔ حضرت قاضی صاحب نے امیر شریعت کے انداز خطابت کو اپنایا اور اس انداز خطابت کی بنا پر آپ کو خطیب پاکستان کے لقب سے نوازا گیا۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم نے قاضی صاحب کی دینی ملی اور ردِمرزائیت کی عظیم خدمات کے پیش نظر انہیں ''سفیر اسلام'' کے لقب سے منسوب کیا۔ قاضی صاحب کو ردِمرزائیت میں بڑا کمال حاصل تھا۔ آپ نے مرزائیت کے تمام لٹریچر کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ مرزا قادیانی کی ہر کتاب کے حوالہ جات سے مرزا کی جھوٹی نبوت، اس کے کفر و ارتداد اور اس کے فسق وفجور کا پردہ چاک کرنے میں یدِطولیٰ رکھتے تھے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران ملک بھر کا طوفانی دورہ کر کے عوام کو مرزائیت کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ ان ہی دنوں کسی شاعر نے قاضی صاحب کو یوں خراج تحسین پیش کیا تھا۔

اژدھا مرزائیت کا بل پہ بل کھانے لگا
فسوں جب قاضی نے پھونکا مجلس احرار کا

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے حضرت قاضی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں لاء کالج میں قانون کی تعلیم حاصل کررہا تھا۔ ایک شام میں اپنے والد گرامی فضل الدین انصاری کے ہمراہ انارکلی سے گزر رہا تھا۔ سامنے سے حضرت قاضی صاحب تشریف لارہے تھے۔ والد صاحب چونکہ قاضی صاحب کے احباب میں سے تھے۔ ملاقات ہوئی میرا تعارف کرایا گیا۔ یہاں سے میں، اباجی اور قاضی صاحب انارکلی میں مشہور آنکھوں کے چشموں کی دکان امیر آپٹیکل پر گئے۔ قاضی صاحب بیچ

پر لیٹ گئے اور مجھے بازو دبانے کی ہدایت فرمائی۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ قاضی صاحب بھاری بھر کم جسم کے حامل تھے۔ میرے جسم دبانے سے انہیں مکمل راحت حاصل نہ ہوئی۔ فرمایا وکیل صاحب زور سے دبائیں۔ میں نے از روئے تفنن عرض کیا۔ حضرت آپ نے دیسی گھی اور دیسی گندم کھائی ہے اور ہم امریکن گندم اور بناسپتی گھی (ڈالڈا) کھا رہے ہیں۔ دونوں میں فرق ہے۔ ہماری طاقت بھی خوراک کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ قاضی صاحب میرے جواب سے خوش ہوئے اور فرمایا وکیل صاحب ایک شعر آپکی نذر کرتا ہوں۔

اس کی بیٹی نے اٹھا رکھی ہے دنیا سر پر

شکر ہے کہ حضرت انگور کے بیٹا نہ ہوا

قاضی صاحب نے شفقت فرماتے ہوئے مجھے اسلام اور کمیونزم میں فرق بیان کرنے کو کہا۔ میں نے اپنی استعداد و علم کے مطابق جو سمجھا بیان کر دیا۔ فرمانے لگے میرے عزیز! اسلام اور کمیونزم کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لو۔ پھر فرمایا:

"کمیونزم دولت چھیننا ہے اور اسلام دولت کی محبت چھیننا ہے۔ وہ اس دولت میں سے غریبوں، مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں کا حق ادا کرنے (یعنی زکواۃ) کی تاکید کرتا ہے۔"

اس کے بعد والد صاحب نے قاضی صاحب سے اجازت چاہی اور ہم اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہونے والی یہ مختصر ملاقات ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں۔ لیکن ان کی دلکش، پر نور شخصیت اور ان کی دل نواز گفتگو آج بھی میرے دل و دماغ پر نقش ہے اور یہ میرے لئے سرمایہ حیات ہے۔

اس پہلی مختصر ملاقات کے بعد حضرت قاضی صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ میرے دوست محمد اسلم جو قصور کے رہنے والے ہیں آج کل ملتان میں بٹ برادرز کے نام سے ادویہ کا کاروبار کر رہے ہیں نے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ قاضی صاحب کو قصور ایک جلسہ میں خطاب کرنے کے لئے مدعو کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ قاضی صاحب سے رابطہ ہوا۔ آپ نے اپنی ڈائری دیکھ کر محمد اسلم صاحب کو تاریخ دے دی۔ اس کے مطابق جلسہ سے چند روز پہلے جلسے کا اعلان کر دیا گیا۔ ادھر دلچسپ اتفاق یہ ہوا کہ قاضی صاحب اور اسلم صاحب کا اس دوران آپس میں کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ قاضی صاحب اپنے پروگرام کے مطابق مقررہ تاریخوں پر روانہ ہو چکے تھے۔ جلسے کی تاریخ کا دن جوں جوں قریب آ رہا تھا۔ اسلم صاحب کی بے قراری اتنی ہی بڑھتی جا رہی تھی۔ اسلم صاحب نے مجھ سے بار بار اپنی بے قراری کا اظہار کیا اور مجھے مجبور کیا کہ قبلہ قاضی صاحب سے رابطہ کروں۔ آخر میں اسلم صاحب کو لے کر محترم ماسٹر تاج الدین انصاری کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔ ماسٹر صاحب نے اسلم صاحب کو یقین دلایا کہ اگر قاضی صاحب نے وعدہ کیا ہے تو آپ بالکل نہ گھبرائیں وہ ضرور آئیں گے اور یہی ہوا۔ قاضی صاحب حسب وعدہ مقررہ تاریخ کو قصور تشریف لائے اور اپنے خطاب سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے محمد اسلم صاحب کے ساتھ بذریعہ خط و

کتابت رابطہ رکھا۔ قاضی صاحب کے دو خط آئے اسلم صاحب کو ملے وہ مصروفیت کی بنا پر جواب نہ دے سکے تو تیسرا خط جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے پیڈ پر آیا اور قاضی صاحب نے اس خط میں صرف ایک شعر ہی لکھا تھا۔

فسانۂ غم دل ہے کچھ سوال نہیں

نہ دو جواب سنے جاؤ کچھ ملال نہیں

قاضی صاحب کو نوجوانوں سے خاص انس و محبت تھی۔ وہ انہیں قوم و ملت کا قیمتی سرمایہ تصور کرتے اور انکی سیرت و کردار کی تعمیر پر زور دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کو قدرت نے ذہن رسا اور معاملہ فہمی کی دولت سے بھی نوازا ہوا تھا۔ آپ راولپنڈی کے مدرسہ تعلیم القرآن میں مولانا غلام اللہ خان کی مسجد میں خطاب فرمار ہے تھے۔ آپ نے دوران خطاب ایک واقعہ بیان فرمایا کہ:

آپ بذریعہ ٹرین سفر کر رہے تھے۔ اس کمپارٹمنٹ میں کالج کے چند طلباء بھی شریک سفر تھے۔ طلباء نے قاضی صاحب سے پردہ کے بارے میں دریافت فرمایا کہ آپ کا پردہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ قاضی صاحب نے طلباء سے فرمایا کہ برخوردار میں آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ آپ ذرا یہ سامنے تھیلا لٹک رہا ہے اس میں سے لیموں اور چاقو نکال کر مجھے دے دیجئے۔ طلباء نے حکم کی تعمیل کی۔ قاضی صاحب نے لیموں کو چاقو سے کاٹتے ہوئے فرمایا بچو آپ کے منہ میں پانی تو نہیں آیا۔ انہوں نے کہا قاضی صاحب دل تو للچایا ہے۔ قاضی صاحب نے فوراً فرمایا: میرے عزیز طلباء جب تک یہ لیموں تھیلا میں تھا۔ اس وقت تک آپ کا دل نہیں للچایا لیکن جونہی اسکی نمائش کی گئی آپکا دل للچایا۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہے۔ دیکھئے قاضی صاحب نے کس منطقی انداز میں سوال کا صحیح اور مدلل جواب عطا فرمایا۔

مولانا عبدالحکیم (ممبر قومی اسمبلی) کی مسجد راولپنڈی میں تقسیم اسناد کا جلسہ تھا یہ اس وقت کی بات ہے کہ ملک میں نیا نیا مارشل لاء لگا تھا۔ جنرل محمد ایوب خان چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے۔ بڑے بڑے سیاست دان سیاست سے کنارہ کش ہو چکے تھے۔ کسی میں پبلک جلسوں میں کھل کر بات کرنے کا حوصلہ نہ تھا۔ ایک عجیب قسم کی گھٹن کا ماحول تھا۔ قاضی صاحب نے خطاب شروع کیا تو جلسہ گاہ سے کسی نے ایک چٹ سٹیج پر بھجوائی، قاضی صاحب نے چٹ پڑھی اور سوال کرنے والے سے مخاطب ہوئے کہ میرے بھائی ایک دفعہ شہنشاہ عالمگیر ایک حوض کے پاس گزر رہے تھے، وہاں ایک لڑکا بھی کھڑا تھا۔ شہنشاہ نے لڑکے کو پوچھا کیا آپ بتا سکتے ہو کہ حوض میں کتنا پانی ہے۔ لڑکے نے مؤدب انداز میں کہا کہ آپ مجھے پیمانہ دے دیجئے میں آپ کو بتا دوں گا۔ اس بات کا فیصلہ پیمانہ پر ہے۔ جس سے پانی کو ناپا جاتا ہے کہ حوض میں کتنا پانی ہے جیسا پیمانہ ہو گا ویسی ہی پیمائش ہو گی اب میں آپ کے سوال کی طرف آتا ہوں۔ اگر سابقہ حکومتوں سے مقابلہ کیا جائے تو یہ اس کے عشر عشیر بھی نہیں۔ دیکھا آپ نے قاضی صاحب کی بصیرت، کس انداز سے حقیقت کو بیان کیا ہے۔

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے کیونکہ ان کی خدمات اس قدر گراں بہا ہیں جن کا احاطہ چند سطور میں نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی زیر نگرانی تربیت پانے والے باغ و بہار قاضی صاحبؒ اپنے مرشد و استاد کی طرح بے شمار خوبیوں کے مالک اور ایک تاریخ ساز عہد زریں کا حصہ تھے۔

حضرت قاضی صاحب نے دیگر اسلاف کی طرح تمام عمر حق اور سچ کا ساتھ دیا اور اسلام کی حقیقی اور سچی روشنی کو پھیلانے میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی مغفرت فرمائے اور ہمیں ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق دے آمین۔

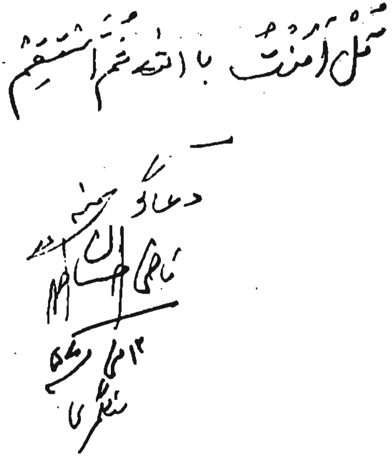

عکس تحریر
بہ شکریہ، اے رازی لندن

*

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

لیلو کی ماں

مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے ٹک ٹک کی بھاری بھر کم آواز سنائی دی اور اُس کے بعد گاؤں کے مولوی صاحب نے اپنی زبان میں اعلان کیا: "ہجرات! ایک جروری اعلان سنیئے۔ لیلو کی ماں نے مسجد میں انڈا دیا ہے۔ اللہ کبول منجور فرمائے اور اسے ہور انڈا دینے کی توفیق دے۔ اعلان کھتم ہُوا۔"

ہوا یہ تھا کہ لیلو کی ماں نے منّت مانی تھی کہ اس کی مرغی جب پہلا انڈا دے گی تو وہ اللہ کے نام پر گاؤں کے مولوی صاحب کو دے دے گی۔

میرے دوست خادم حسین نے یہ کہانی سنا کر اپنی بات بیان کی کہ میں ساندہ کلاں لاہور میں رہتا تھا میرے مکان کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی مسجد تھی جو اکثر بند پڑی رہتی۔ آخر محلے کے ایک ریٹائرڈ آفیسر کی مذہبی غیرت نے جوش مارا اس نے اپنی زندگی بھر کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے مسجد سنبھال لی۔ کچھ اپنے پاس سے اور کچھ محلے سے پیسے جمع کر کے مسجد کی صفائی وغیرہ کی۔ نماز ہونے لگی کہ گھر سے نالاں ایک دو بوڑھے اور کوئی دو چار امتحان دینے والے لڑکے بالے مسجد میں آنے لگے۔ مسجد آباد ہو گئی۔ اللہ اللہ خیر سلا! مگر اس چھوٹی سی پر سکون مسجد میں لاؤڈ سپیکر کے وقت بے وقت بے ہنگم آوازوں سے بھرپور شور شرابے کی کسر ابھی باقی تھی۔ مذہب کے نام پر ضعیف بیمار طفل شیر خوار کا آرام حرام کرنے والے فی سبیل اللہ فساد قسم کے افراد کی حس مردم آزادی کو سکون دینا ابھی مطلوب تھا۔ اس لیے اس ڈیڑھ مرلے کی مسجد میں بھی لاؤڈ سپیکر لگا دیا گیا بس پھر کیا تھا منہ اندھیرے سب سے پہلے ایک نذیر اعوان صاحب آتے اپنے تھوک سے بھرے ہوئے گلے کے ساتھ اذان دیتے پانچ منٹ بعد پھر اعلان ہوتا "حضرات! نماز میں پندرہ منٹ رہ گئے ہیں جلدی جلدی آؤ تاکہ باجماعت نماز ادا کر سکیں۔ جلدی جلدی آؤ۔" نماز سے پانچ منٹ پہلے لاؤڈ سپیکر کی آواز پھر سنائی دیتی۔ گلی کا ایک دکاندار امین شاہ کہ فساد اس کی رگ رگ میں بھرا ہوا تھا۔ اور اپنے اس وصف کی وجہ سے وہ محلے بھر میں مشہور تھا۔ اس کی دکان پر موچی اور اوڈ اکثر نظر آتے اپنی پاٹ دار آواز میں یہ اکلوتا شعر روزانہ پڑھتا۔

میں لج پالاں دے لڑ لگی آں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں اُمیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے

ہمارے دوست خادم حسین نے اُس دکاندار کے ایک دوسرے کے خلاف ابھارنے والے کردار کے حوالے سے اس شعر میں یوں تصریف کی تھی۔

میں اوڈاں دے لڑ لگی آں میرے توں سب پرے رہندے
میری دکان دے اندر سدا موچی کھڑے رہندے

پھر کیف! دکاندار اپنی طوفانی آواز میں سپیکر پر روزانہ اپنا یہ رٹا ہوا شعر پڑھتا اور بعد میں اعلان کرتا "حضرات! نماز کا وقت ہو گیا ہے جلدی جلدی آؤ تاکہ نماز باجماعت ادا کی جاسکے"
نماز کے بعد سب مل کر سپیکر پر جی بھر کر کلمہ درود کا ورد کرتے اس کے بعد درس ہوتا۔ درس کچھ اس قسم کا ہوتا تھا۔

"نماز کے فوائد: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بزرگ سفر کر رہے تھے کہ راستے میں اُن کا گدھا مر گیا قافلے میں شامل دوسرے لوگوں نے کہا حضرت! آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں مگر سرکار نہ مانے اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے دیکھتے ہی دیکھتے حضرت کی مردہ سواری نماز کی برکت سے زندہ ہو گئی...."

دعا کے دس پندرہ منٹ بعد لاؤڈ سپیکر پھر کھلتا ٹک ٹک!
گلی کے ایک معزز آدمی چودھری عزیز کی جانی پہچانی آواز سنائی دیتی "فجر کی نماز کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ قضا نماز پندرہ منٹ بعد ادا کریں "اس اعلان کو بھی دو دفعہ ادا کیا جاتا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس ایک گھنٹے کی ٹرانسمشن میں اس مسجد کے تقریباً تمام نمازی (بچے بوڑھے) حصہ لیتے۔ دوسرے لفظوں میں لاؤڈ سپیکر کی خرید میں جس جس نے حصہ ڈالا تھا وہ روزانہ اس میں بولنا اپنا حق سمجھتا مثلاً اذان نذیر اعوان صاحب دیتے۔ امین شاہ اپنا شعر روزانہ دہراتا۔ نماز ایک جنرل سٹور کا مالک پڑھاتا کلمہ درود سب مل کر پڑھتے۔ درس کی کتاب سکول کالج کا کوئی طالب علم پڑھ کر سناتا۔ دعا ایک باباجی کے سپرد تھی۔ سورج طلوع ہونے کا اعلان چودھری عزیز صاحب کرتے۔
محلے میں کسی کو جرأت نہ تھی کہ انہیں کہے "اللہ کے بندو! اذان ضروری ہے وہ آپ نے سپیکر میں دے دی۔ باقی نماز سکون اور خاموشی کے ساتھ ادا کرو۔ ہر گھر میں سو قسم کے مسائل ہوتے ہیں بار بار لاؤڈ سپیکر کا بے جا استعمال کسی رات بھر کے جاگے ہوئے مریض کے لئے جس کی ابھی آنکھ لگی ہو باعث تکلیف ہو سکتا ہے۔ گھر میں نماز پڑھنے والی۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والی خواتین کی پوری توجہ نماز اور قرآن مجید میں نہیں رہتی۔ کوئی طالب علم جو اپنا سبق یاد کر رہا ہے پریشان ہو گا۔ بوڑھا ضعیف یا شیر خوار بچہ جو ساری رات نہ سو سکا تھا۔ اب سویا ہے۔ بیزار ہو گا کلمہ درود بے شک عبادت ہے۔ مگر خاموشی اور خلوص کے ساتھ پڑھا جائے تو اللہ کے ہاں زیادہ مقبول ہے ورنہ دکھاوا تو اللہ کو بھی پسند نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ مساجد میں لاؤڈ سپیکر آجانے کے بعد اذان نماز میں خلوص کی بجائے ریاکاری زیادہ آگئی ہے۔
اور پھر قارئین! جب تک لاؤڈ سپیکر نہیں آیا تھا تب تک لیلو کی ماں کی اتنی تضحیک بھی نہیں کی جاتی تھی جتنی آج لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے کی جارہی ہے اور یہ لوگ

لیلو کی ماں کی ذات پر کیچڑ اچھال کر
اوروں کے دل میں اپنی بٹھاتے ہیں برتری

اور ان میں کمیشن پر کام کرنے والے وہ خدائی خدمت گار بھی شامل ہیں جن کی جیب میں ہر قسم کی چندے کی کاپی موجود ہوتی ہے اور جو گلیوں محلوں میں سائیکل پر ایمپلی فائر لگا کر پورے زور کے ساتھ دھاڑتے پھرتے ہیں اور دروازے الگ توڑتے ہیں۔ اب یہ فیصلہ خود ایسے لوگوں پر ہے جو محض دوسروں کا امن و سکون تباہ کرنے کے لیے بغیر ضرورت کے لاؤڈ سپیکر کا دہانِ غارت گری کھولے رکھتے ہیں۔ اور

کہتا ہے ان سے گنبدِ خضرا کا تاج دار
زیبا ہے جس کو دونوں جہانوں کی سروری

کہ اگر میرے ایک طرف کعبے کی دیوار گرائی جا رہی ہو اور دوسری طرف مسلمان کا خون بہایا جا رہا ہو تو میں کعبے کی دیوار کو گرتا ہوا چھوڑ کر مسلمان کا خون بہنے سے روکنے کی کوشش کروں گا۔ کیا ایسی ذات با برکات جو کعبے کی گرتی ہوئی دیوار کو چھوڑ کر مسلمان کا خون بہنے سے روکنے کی تاکید کرتی ہے کیا وہ ہستی اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ یہ لوگ صرف اپنی روایتی ریاکاری کو رواج دینے کے لیے اپنے ارد گرد کے لوگوں کا سکون تباہ کرتے رہیں؟ اور واقعی اس طرح

یہ لوگ جو ہیں لاؤڈ سپیکر کی پیداوار
کیا کر رہے ہیں دینِ پیمبر کی چاکری

قارئینِ کرام! ان دین کے نام لیواؤں کا اگر یہ حال ہے تو وی سی آر، ٹی وی، ریڈیو، ڈش انٹینا، ڈیک بر گر کلچر کے مارے ہوئے لوگوں سے کیا گلہ کیا جا سکتا ہے جس میں معصوم بے بی سے لے کر بے شرم بابا جی تک سبھی لوگ پاگلوں کی طرح اونچی آوازیں گا رہے ہیں۔ تھرک رہے ہیں۔ اچھل رہے ہیں۔ کود رہے ہیں علی حیدر سے لے کر عابدہ پروین تک اور ابرار الحق سے لے کر نور جہاں تک سبھی میراثیانِ عقرب، خدا کے خوف کو آگ دکھا کر پوری قوم کو دوزخ کا ایندھن بنانے پہ تُلے ہوئے ہیں۔ اور

کل تک جسے دامن میں چھپاتی تھی شرافت
ہر بزم میں رقصاں وہ ادا دیکھ رہا ہوں
اے عیش پرستانِ چمن، وقت کے بندو!
میں وقت کی آنکھوں میں دغا دیکھ رہا ہوں

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

کتاب: مجموعہ خطبات
مرتب: قاری جمیل الرحمن اختر
ضخامت: ۴۰۰ صفحات
قیمت: ۱۵۰ روپے
ناشر: انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ
-28 جی ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور

مولانا قاری جمیل الرحمن اختر کا نام دینی حلقوں میں جانا پہچانا ہے۔ وہ انجمن خدام الاسلام لاہور کے رئیس ہیں۔ مدرسہ و مسجد کے ساتھ ساتھ اجتماعی دینی امور میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور معتدل سوچ رکھنے والے مخلص و انتھک کارکن ہیں۔

انجمن خدام الاسلام کے زیر اہتمام متعدد دینی کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ اکابر علماء کے خطبات کی اشاعت میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں، زیر مطالعہ کتاب "مجموعہ خطبات" بھی اسی ذوق کی تسکین و تکمیل ہے۔ اس خوبصورت کتاب میں درج ذیل علماء و خطباء کے خطبات شامل ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر. مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا محمد اجمل خان ، حضرت مولانا زاہد الراشدی ، قاری محمد حنیف ملتانی، مولانا عبدالکریم ندیم اور مولانا محمد امین صفدر حجیت حدیث، حدود و تعزیرات، عورت کا مقام ، درود شریف اور قرآنی اعجاز، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، مقام صحابہ ، قسمیں کھانے کی حکمت، سیرت شمس الضحیٰ فی سورت والضحیٰ، میلاد، سنت و بدعت ، انسانی حقوق کا مغربی تصور، قران فہمی میں سنت نبوی کی اہمیت اور برصغیر میں علماء حق (دیوبند) کی دینی و علمی اور قومی و سیاسی خدمات ایسے اہم موضوعات پر درج بالا حضرات کے نہایت علمی بیانات اس کتاب کی زینت ہیں۔ جبکہ مولانا جمیل الرحمن اختر کی حسنِ ترتیب نے کتاب کو مزید دل کش بنا دیا ہے۔ دینی مدارس کے طلباء ، خطباء اور اجتماعی کام کرنے والے دینی کارکنوں کے استفادہ کے لیے یکساں مفید اور معلومات افزا کتاب ہے ۔(تبصرہ: خادم حسین)

کتاب: قادیانی شبہات کے جوابات
ترتیب: مولانا اللہ وسایا
ضخامت: ۲۸۸ صفحات
قیمت: ۱۰۰ روپے
ناشر: عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
، حضوری باغ روڈ ملتان

فتنۂ قادیانیت بلاشبہ عصرِ حاضر کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ انگریز نے اس فتنہ کی پرورش اور آبیاری کی۔ برصغیر میں اسلام کو سب سے زیادہ نقصان اسی فتنۂ خبیثہ سے پہنچا۔ اس فتنہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس کے بانی مرزا قادیانی آنجہانی کا قول ہی قولِ فیصل ہے۔ اس نے لکھا کہ " میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ میرا خاندان سلطنت انگلشیہ کا سچا خیر خواہ اور وفادار ہے۔ مسئلہ ختمِ نبوت اور رفع و نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عام طور پر قادیانیوں کی گفتگو کے بنیادی موضوعات ہیں۔ وہ انہی موضوعات پر سادہ لوح مسلمانوں میں بحث و تمحیص کر کے انہیں گمراہ کرتے ہیں۔

مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ اکابر علماء کی

تحریروں، تقریروں اور تربیتی کورسز میں دئیے گئے لیکچرز کو مرتب کرکے ایک ایسی جامع کتاب ترتیب دینے کا عزم کیا ہے جسے سبقاً پڑھایا جاسکے اور عام مسلمان بھی اس سے نفع اٹھا سکیں۔ کتاب کے پیش لفظ میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے لکھا ہے۔

کام کرنے کے لیے یہ خطوط متعین کئے گئے:

الف: عقیدۂ ختم نبوت پر قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے دلائل ہوں

ب: مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین و بد دین افراد و جماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرینِ اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کردیا جائے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا سید محمد علی مونگیری، علامہ محمد انور شاہ کشمیری، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، حضرت مفتی محمد شفیع، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا عبدالغنی پٹیالوی، مولانا محمد چراغ، مولانا محمد مسلم دیوبندی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا عبداللہ معمار، مولانا لال حسین اختر اور مولانا محمد حیات رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے فتنۂ قادیانیت کے ردّ میں جو کچھ لکھا اور فرمایا اسی تقاضوں کے پیشِ نظر یکجا کرنا اور مرتب کرنا مولانا اللہ وسایا کا عزم اور ہدف ہے۔ زیر تبصرہ کتاب، جلد اوّل ہے جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں قادیانیوں کے ۵۳ اعتراضات اور شبہات کا مُسکت جواب موجود ہے۔ جو دراصل قادیانیوں کی طرف سے پھیلائے گئے شبہات دجل و تلبیس اور تحریف کے دندان شکن علمی جوابات کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ کتاب کا انتساب مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہم اللہ، فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمہ اللہ، متکلم الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ اور مناظر ختم نبوت حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر دامت برکاتہم کے نام ہیں۔ امید ہے مولانا اللہ وسایا کتاب کے دوسرے حصوں کو بھی جلد مکمل کرکے مبلغین ختم نبوت کو اس علمی خزانے سے استفادہ کرنے اور فیضیاب ہونے کا موقع فراہم کریں گے۔ (تبصرہ: خادم حسین)

ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ
خصوصی اشاعت: حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری رحمہ اللہ
مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ ابرار احمد بگوی
ضخامت: ۱۳۸ صفحات
قیمت خصوصی شمارہ: ۳۰ روپے
ناشر: مجلس مرکزیہ حزب الانصار
شارع جامع مسجد بھیرہ (ضلع سرگودھا)

برصغیر کے جن علماء نے اپنے آپ کو قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے وقف کردیا تھا ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ انہی مردانِ باخدا میں ایک مجاہد مولانا حبیب اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا نام بھی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل ایم اے او سکول امرتسر میں اکاؤنٹنٹ تھے۔ پاکستان بنا تو محکمہ انہار جہلم میں ملازمت اختیار کرلیا۔ ۱۸۹۸ء کے آواخر میں سری نگر میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۸ء میں سرگودھا میں انتقال ہوا۔ جامعہ اشرفیہ امرتسر میں حضرت مفتی محمد حسن رحمہ اللہ سے علم دین حاصل کیا اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت ہوئے۔ علماء حق

نے قادیانیوں کے تعاقب کی مختلف راہیں اختیار کیں اور ان کی طرف سے گمراہی پھیلانے کے تمام راستے مسدود کردیئے ۔ مولانا حبیب اللہ امرتسری مجلس احرار اسلام سے باقاعدہ وابستہ ہوئے ۔ مجلس احرار اسلام نے قادیان میں تبلیغ اسلام کانفرنس منعقد کی تو مولانا بھی اس قافلہ حق میں شامل تھے ۔ انہوں نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا ظہور احمد بگوی رحمھم اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مل کر ان کی رہنمائی میں فتنۂ قادیانیت کے خلاف جہاد میں بھرپور حصہ لیا ۔ ان کا میدان قلمی تھا اور انہوں نے قلم کو دلائل کی روشنی سے اس محاذ پر پوری قوت سے استعمال کیا ۔ اور صاحبزادہ ابرار احمد بگوی کے بقول ''انہوں نے قادیانیت کی حقیقت کا پردہ چاک کرنے کے لیے لکھنے کا سلسلہ ۱۹۲۴ء میں شروع کیا ۔ ان کی پہلی تصنیف ''عمر مرزا'' تھی ۔ اس کے بعد مراق مرزا، مرزائیت کی تردید بطرز جدید، حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں وغیرہ کتب جن کی تعداد ۱۶ ہے ۱۹۳۴ء تک شائع ہو چکی تھیں ۔

ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ ۱۹۲۵ء سے شائع ہو رہا ہے اور اب اپنی عمر کے ۷۳ ویں سال میں ہے زیر تبصرہ شمارہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۹ء، جلد ۷۳ حضرت مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ کے ۱۱ رسائل پر مشتمل خصوصی اشاعت ہے ۔ مولانا کے تمام رسائل تو اس اشاعت میں نہیں آسکے مگر بیشتر شامل ہیں ۔ حضرت مولانا حبیب اللہ کی نشانی ان کے فرزند اکبر، محترم حکیم محمد ذوالقرنین لاہور میں قیام پذیر ہیں ۔ تمام عمر مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے اور پیرانہ سالی کے باوجود تا ایں دم احرار سے وابستہ ہیں ۔ وہی دم خم اور عزم و ہمت ہے ۔ ان کی خصوصی توجہ اور خواہش پر یہ رسائل شمس الاسلام نے یکجا شائع کر دیئے ہیں ۔ جو بلاشبہ بہت بڑی خدمت ہے ۔ محترم صاحبزادہ ابرار احمد بگوی، صاحبزادہ لمعات احمد بگوی، ابوالمنصور احمد، عزیز الرحمن خورشید اور احسان عارف اس خصوصی اشاعت پر تبریک و تحسین کے حق دار ہیں ۔ امید ہے کہ مولانا مرحوم کے باقی رسائل ساتھ ساتھ شامل کر کے انہیں کتابی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام بھی کیا جائے گا ۔ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے اور مولانا مرحوم کا ہم پر حق بھی ۔

(تبصرہ، خادم حسین)

ردّ مرزائیت میں لاجواب کتابیں

مرزا قادیانی کے پچاس جھوٹ

(ابوعبیدہ نظام الدین) =/۱۰

قادیانیت شکن

(محمد طاہر رزاق) =/۷۵ روپے

بخاری اکیڈمی: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 061-511961

ذ۔ بخاری

تحقیقات و تاثرات

تاریخ و سیاست، شخصیات و سوانح، تجزیہ و تنقید، دینی افکار اور ذاتیات .... یہ وہ پانچ عناوین ہیں جن کے تحت اڑتیس (۳۸) مقالات و مضامین پر مشتمل اس کتاب کی تبویب کی گئی ہے۔ مصنف کتاب ہیں ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی۔ ڈاکٹر صاحب لیبیا اور سعودی عرب کی یونیورسٹیوں میں اسلامی تاریخ و تمدن اور دیگر اسلامی مضامین کی تدریس کا ۲۴ سالہ تجربہ رکھتے ہیں۔ آج کل کراچی میں مقیم ہیں اور سبکدوشی (ریٹائرمنٹ) کی زندگی گزار رہے ہیں۔

کتاب میں شامل مقالات و مضامین، مصنف نے مختلف اوقات میں ملک کے مختلف اخبارات و جرائد کے لیے لکھے تھے۔ موضوعات کا تنوّع اور معلومات کی وسعت پہلی ہی نظر میں قاری کو متاثر کرتی ہے۔ کتاب کے ۵۲۸ صفحات پر پھیلی ہوئی تاریخی، جغرافیائی، لغوی، لسانی، ادبی اور سیاسی معلومات بہت سے قارئین کے لیے "انکشافات" کا درجہ رکھتی ہیں۔ آغازِ کتاب میں تو خصوصاً یوں محسوس ہوتا ہے کہ کسی بھی موضوع پر، کسی بھی عنوان کے تحت لکھتے ہوئے، مصنف نے اتنی ہی محنت اور اتنی ہی کاوش سے کام لیا ہے جتنی ایک کامیاب اور انصاف پسند محقق اور مورّخ سے توقع کی جاسکتی ہے۔ لیکن جیسے جیسے آگے بڑھیں، ایک خاص ادّعائی آہنگ میں بہت سی ایسی باتیں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ آدمی سناٹے میں آجاتا ہے۔ وہی "پروفیسروں ڈاکٹروں" کی سی باتیں۔ اس سلسلے کا نقطۂ عروج وہ مضمون ہے جس کا عنوان ہے "خلافت معاویہ و یزید پر ایک نظر"۔ مصنف لکھتے ہیں "میں نے دمشق یونیورسٹی میں پڑھا ہے اور کیمبرج سے پی ایچ ڈی کے بعد ۲۴ سال تک عرب یونیورسٹیوں میں اسلامی تاریخ پڑھائی ہے۔ میرے ماخذ اصلی عربی زبان میں ہیں۔ اس ناچیز نے تو عربوں کی عربی زبان درست کی ہے۔ اور خود میری عربی زبان میں نو (۹) تصانیف ہیں۔ تاریخ و سیر پر میرا ماخذ مولانا مودودی کی کتاب "خلافت و ملوکیت" نہیں۔ میں ان تمام امور کو ان کی کتاب سے پہلے سے جانتا ہوں بلکہ میرے پاس بعض وہ ماخذ ہیں جن کا مولانا نے ذکر نہیں کیا۔ میری نظر میں اس (کتاب) کی بڑی قدر ہے۔ مولانا مرحوم نے امیر معاویہؓ کے خلاف جو بعض شواہد پیش کیے ہیں، میرے پاس اس سے زیادہ معتبر اور اہم شواہد ہیں۔ مگر میں امیر معاویہؓ کا صحابی ہونے کی وجہ سے احترام کرتا ہوں۔ اگرچہ ان کا درجہ کبار صحابہ کے برابر نہیں" (ص ۳۰۲)۔ آگے چل کر لکھتے ہیں "مولانا مودودی کی کتاب "خلافت و ملوکیت" ایک مبنی برحق مستند کتاب ہے۔ ان کی دیگر کتابوں سے ہزاروں نہیں لاکھوں انسان اسلام کے راستے پر آئے" (ص ۳۰۹)۔ آپ نے دیکھا کہ مصنف کس مجبوری و مروت، قربانی و ایثار اور وضع داری و شرافت کے عالم میں حضرت امیر معاویہؓ کا احترام کرتے ہیں۔ اس "بادل ناخواستہ" قسم کے

احترام کو ملحوظ رکھ کر، نو صفحات کے اس مضمون میں مصنف نے امیر المؤمنین، خال المسلمین، کاتب الوحی المبین، مبشر بالخلافۃ الراشدہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر دشنام و الزام، سب و شتم، لعن و طعن اور توہین و تبرا کے تمام تیر پینترے بدل بدل کر چلائے ہیں۔ رافضیت و سبائیت کے زہر میں بجھے ہوئے تیر، جن سے عجم کے ترکش کبھی خالی نہیں رہے۔ یہی تیر اندازی، صاحب "خلافت و ملوکیت" کا خاص فن ہے۔ ڈاکٹر رضوان صاحب نے بھی اس فن میں خاص دستگاہ بہم پہنچائی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان صاحبانِ فن کا بظاہر ایک ہی مشن ہے اور وہ ہے تجدید سبائیت! مزید افسوس یہ ہے کہ ڈاکٹر رضوان صاحب جیسا بظاہر "کڑے معیار" کا شخص جو مودودی صاحب سمیت متقدمین و متاخرین میں سے (ابن تیمیہؒ، ابن جوزیؒ، خطیب بغدادیؒ سمیت) اچھے اچھوں کی استنادیت و ثقاہت کو حسب ضرورت اپنے "مؤرخانہ فہم" اور "محققانہ شعور" کی روشنی میں جا بجا، موقع بموقع چیلنج کردیتا ہے، اپنے زیر تذکرہ مضمون کے آغاز ہی میں ایک کتاب کو "بڑی ہی غیر علمی اور بے ہودہ" قرار دے کر، موضوع کتاب پر "بڑی ہی غیر علمی اور بے ہودہ" گفتگو کرتا اور صدیوں کے گھسے پٹے اعتراضات و اتہامات دہراتا چلا جاتا ہے۔ روایت و درایت کے اصول، جرح و تعدیل کے فن اور دیانت و امانت کے تقاضوں سے یکسر بے نیاز ہو کر وہ جو کچھ بھی کہتا ہے، اس پر کبھی جہلِ بسیط کا گمان گزرتا ہے، کبھی جہلِ مرکب کا اور کبھی "جہلِ مکرر" کا! واقعہ یہ ہے کہ زیر تذکرہ مضمون، ڈاکٹر رضوان صاحب کی کتاب کا کمزور ترین بلکہ بے ہودہ ترین مضمون ہے جس میں کوئی نئی بات، نیا استدلال، نیا انکشاف، حتیٰ کہ "نئی جہالت" یا "نئی بے ہودگی" بھی ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔

....

رضوان صاحب کے طرز تحقیق اور طرز استدلال میں کارفرما تضادات کا اندازہ ذیل کے چند اقتباسات سے بھی کیا جاسکتا ہے، جن کو نقل کرتے ہوئے، ہم حتی الامکان تبصرے سے گریز کریں گے۔ وہ لکھتے ہیں

(۱) مشہور حافظ حدیث اور مؤرخ ابوبکر الخطیب البغدادی اہل سنت کے امام شمار کیے جاتے ہیں (ص ۱۵۳)۔ خطیب بغدادی، ذہبی، ابن کثیر وغیرہ محدثین اور وسیع النظر ذمہ دار علماء ہیں (ص ۱۷۲)۔ کوئی شک نہیں کہ وہ (خطیب) ایک عظیم محدث، ناقد اور اسماء رجال کے ماہر اور ان موضوعات پر ایک مایہ ناز مصنف اور محقق ہیں لیکن خطیب پر ناصبیت کا الزام بھی ہے۔ ذہبی نے (ان کی) بعض اخلاقی کمزوریوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کے ذکر سے ہم یہاں اعراض کرتے ہیں (ص ۳۴۳)۔ ان کے حافظے کے بارے میں ذہبی نے بعض قدیم محدثین کی رائے نقل کی ہے کہ وہ اچھا نہ تھا۔ اگر ان سے کوئی بات پوچھی جاتی تو وہ کئی دن کے بعد بتاتے اور اگر اصرار اور تقاضا کیا جاتا تو غصے ہوتے اور سخت برہم ہوجاتے تھے۔ انکا حافظہ ان کی تصانیف جیسا نہیں تھا (ص ۳۴۶)۔

(۲) کہیں ایک حدیث بھی آپ کو یزید تو کیا حضرت معاویہؓ کی منقبت میں بھی نظر نہیں آئے گی۔ جو

احادیث بیان بھی کی جاتی ہیں، انکی تنقید مشہور محدث امام ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب "العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ" میں کی ہے۔ یہ سب ضعیف احادیث ہیں (ص ۳۰۵)۔ ابن الجوزی کثیر التصنیفات تھے لیکن ان کی تصنیفات میں کثرت اغلاط کی نشاندہی، بعد کے مشہور حنبلی مصنفین ابن رجب اور امام ذہبی نے کی ہے اور وجہ یہی لکھی ہے کہ وہ چونکہ بہت زیادہ کتابیں لکھتے تھے، اس لیے ان کو اپنی تصنیفات میں تحقیق و تدقیق کا موقع نہیں ملتا تھا۔ اس لیے ان کی کتابوں میں بہت سے اوہام اور غلط باتیں ہیں۔ اور اس کے علاوہ ایک وقت میں کئی تصانیف لکھتے تھے اور دوسرے مصنفین کی علمی حیثیت و تحقیق کے درجہ پر غور کیے بغیر ان سے نقل کرتے تھے۔ ان کا خود یہ قول ہے "انا مرتب ولست بمصنف" (میں مرتب ہوں ہوں مصنف نہیں ہوں) (ص ۱۶۱)۔

(۳) کوئی شک نہیں کہ ابو مخنف الازدی الغامدی الکوفی (متوفی ۱۵۷ھ) کا شمار امامی شیعہ میں ہوتا ہے مگر ابو مخنف کی روایات پر ابن سعد، بلاذری، ابن الاثیر اور حافظ ابن کثیر وغیرہ نے بھی اعتماد کیا ہے۔ وہ قدیم شیعوں کے اس زمرہ میں آتا ہے جن کو حافظ ابن حجر فتح الباری کے مقدمہ میں ذکر کرتے ہیں، جن سے امام بخاری روایت کرتے ہیں اور جن کو شاہ عبدالعزیز نے مستند مانا ہے۔ تبرا کرنے والے شیعہ رافضی کہلاتے ہیں (ص ۱۵۳)۔ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی الیمنی (م ۲۱۱ھ) اپنے معتدل تشیع کے لئے مشہور ہیں لیکن وہ تبرا کرنے والے رافضی نہیں (ص ۴۳۰)۔ شیعہ تو خواہ غالی ہوں، خواہ امامی، حضرات شیخین پر لعن طعن کرتے اور تبرا بھیجتے رہتے ہیں بلکہ چار پانچ صحابہ کو چھوڑ کر باقی سب کو کافر قرار دیتے ہیں (ص ۱۵۸)۔

(۴) امام طبری اور حنابلہ کے ایک بڑے گروہ کے آپس کے تعلقات کشیدہ تھے اور یہ کشیدگی آخر تک قائم رہی۔ شیخ اسلام ذہبی نے حق پسندی کا اظہار کرتے ہوئے حنابلہ کی زیادتی کا ذکر کیا ہے حالانکہ وہ خود بھی حنبلی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ "ابن جریر طبری اور ابن ابی داؤد کے درمیان اختلاف تھا اور دونوں میں سے کوئی، دوسرے کے ساتھ انصاف نہیں کرتا تھا" (ص ۱۷۳)۔ ملاحظہ کیجیے...... شیخ الاسلام تو دو طرفہ زیادتی کا ذکر کر رہے ہیں لیکن رضوان صاحب صرف حنابلہ کی زیادتی کے قائل ہیں۔

(۵) متوکل کے بارے میں سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ سلیم العقیدہ خلیفہ تھا۔ اسلام کا سرگرم داعی تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی قلمرو میں اسلام پھیلے۔ متوکل نے اپنی دینی حمیت و حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے بہت سے ممتاز ذمیوں کو مسلمان کر لیا تھا، جن میں طبیب و فلسفی ابن ربن تھا۔ نہ صرف یہ، بلکہ اس نے اسی عیسائی نو مسلم عالم سے اسلام کی حقانیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک ایسی کتاب لکھوائی جس کو وہی لکھ سکتا تھا جس کی تورات و انجیل پر گہری و عملی نظر ہو، اور خود آیات قرآنی و احادیث سے اس کی مدد کی۔ کوئی شک نہیں کہ عقیدۂ اہل سنت کی قرآن کے بارے میں تجدید و احیاء کے بعد، یہ عمل متوکل کی زندگی کا ایک سنہرا باب ہے، اور کیا عجب ہے، یہی اس کی مغفرت کا سامان بن جائے (ص ۲۶۳)۔ عباسی خلیفہ المتوکل اپنی ناصبیت (اہل بیت سے عداوت) میں مشہور تھا اور اس نے ۲۳۶ھ میں سیدنا

حسینؓ کا مزار کربلا میں کھدوا کر وہاں ہل چلوا دیا تھا اور انکے معتقدین کو سختی کے ساتھ منع کر دیا تھا کہ وہ اس مقام کا رخ نہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں متوکل عباسی کے خوف اور ناپاک ارادے سے متاثر ہو کر لوگوں نے حضرت علیؓ کی قبر پر، بلکہ "نجف" جانا ہی ترک کر دیا تھا (ص ۳۵۳)۔

(۶) مولانا مودودی مؤرخ نہیں تھے بلکہ ایک انتہائی گہری نظر رکھنے والے مخلص عالم اور داعی تھے (ص ۳۰۲)۔ مودودی صاحب کے بارے میں مجھے خیال تھا کہ ان کو اموی و عباسی تاریخ کا گہرا علم رہا ہو گا، لیکن معلوم ہوا کہ ان عہود کی تاریخ پر ان کی نظر گہری نہ تھی (ص ۳۱۸)۔ مولانا مودودی کی کتاب "خلافت و ملوکیت" ایک مبنی بر حق مستند کتاب ہے (ص ۳۰۹)۔

....

ایک ضروری بات ہمیں یہ بھی عرض کرنا ہے کہ "تحقیقات و تأثرات" کے فاضل مصنف عمر بھر معلم رہے ہیں لیکن افسوس کہ ان کا رویہ معلمانہ نہیں ہے۔ طنز و استہزا، تضحیک واستخفاف، طعن و تشنیع، ملامت و تنقیص اور خردہ گیری و تیز گفتاری کے ذریعہ سے کسی کو قائل کرنے کی خواہش اور کوشش ہرگز مستحسن نہیں۔ "تبحر علمی" کا ایسا اظہار جس پر "تکبر علمی" کا گمان ہو، کسی بھی عالم کے شایان شان نہیں۔ اس اعتبار سے بھی یہ کتاب خاصی مایوس کن ہے۔

مصنف نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مسلک کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ "بعض صحیح احادیث کو عجلت میں ضعیف قرار دے دینا" (ص ۱۷۷)۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا ذکر خیر ان الفاظ میں ہوا ہے کہ "ابوالکلام آزاد، ہزار خطیب بے بدل، عظیم مصنف اور صحافی سہی، وہ کہاں کے عربی داں ہو سکتے ہیں کہ جنہوں نے نہ کبھی عربی میں کچھ لکھا اور نہ وہ کوئی ماہر لغت تھے" (ص ۱۴۶)۔ محمود احمد عباسی کو مصنف نے "بد بخت عباسی" کہا ہے (ص ۳۰۴)۔ عباسی کا قصور یہ ہے کہ وہ امام محمد بن جریر الطبری کو شیعہ کہتے ہیں۔ لیکن خود مصنف نے بصراحت لکھا ہے کہ حضرت الامام ابن الجوزیؒ، محدث ابوبکر بن ابی داؤدؒ (حضرت الامام ابو داؤدؒ کے فرزند)، ابوبکر محمد بن داؤد الظاہریؒ اور قاضی ابوبکر ابن العربیؒ (مصنف "احکام القرآن" و "العواصم من القواصم") نے بھی طبری کے شیعہ ہونے کی بات کی ہے (ص ۱۵۱ تا ۱۸۲)۔ کیا یہ سب حضرات بھی (معاذ اللہ) "بد بخت" کہلائیں گے؟ اسی طرح مولانا محمد تقی عثمانی کے سفر نامے "جہان دیدہ" کے حوالہ سے مصنف نے لکھا ہے کہ "مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے حضرت معاویہؓ کے مزار کی زیارت کو بڑے ڈرامائی انداز میں بیان کیا ہے" (ص ۳۵۷)۔ مصنف کو مولانا کی تحقیق سے اختلاف ہے لیکن اظہارِ اختلاف کے لیے "ڈرامائی انداز" کی ترکیب قابلِ توجہ ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد پر مصنف کی خصوصی توجہ ہے۔ فرماتے ہیں "ڈاکٹر اسرار احمد صاحب تو انگریزی طب کا پیشہ چھوڑنے کے بعد اب عالم یا متعالم ہیں" (ص ۳۹۱)۔ "موصوف کے اندر ایک کمپلکس ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں عربی کے ایسے جملے اور تراکیب استعمال کرتے ہیں جن کو عام قاری نہ سمجھ سکے اور وہ خود ایک بڑے عربی دان نظر

آئیں" (ص ۳۹۵)۔ "یہ وہ وعظ ہے جو صرف ڈاکٹر اسرار صاحب اپنی بیعت سمع و طاعت کے آرام دہ گنبد میں بیٹھ کر دے سکتے ہیں" (۳۹۶)۔ "نہ معلوم کس احمق نے ڈاکٹر اسرار صاحب ایم بی بی ایس کے کان میں ڈال دیا ہے کہ وہ فتویٰ دینے کے اہل ہیں"۔ "ڈاکٹر اسرار صاحب کے لایعنی فتوے" (ص ۲۴۲)۔ یہ اقتباسات تو "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کیے گئے ہیں۔ "ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی ہے"!

رضوان صاحب کے اس "علمی رویے" کے تتبع میں "چند کلیاں" ان کی کتاب سے بھی چُنی جا سکتی ہیں۔ مثلاً اپنے "مغضوبین" کی لسانی اور املائی فروگزاشتوں پر جیسی "عبرتناک" گرفت رضوان صاحب فرماتے ہیں اس کے پیش نظر وہ یہ فرمائیں کہ "برسہا برس" (ص ۳۹۹) "حیرانگی" (ص ۴۹۶) "فکری و علمی" (ص ۲۶۳) اور "تقریباً" (ص ۹) لکھنا کیسا ہے؟ اسی طرح ایک جگہ انہوں نے لکھا ہے کہ "بعض اہل علم کا تو یہ خیال ہے کہ لاہور غزنوی عہد میں آباد ہوا۔ ایسے لوگوں میں سلیم اللہ صاحب پروفیسر اورینٹل کالج منسورہ شامل ہیں" (ص ۴۴)۔ رضوان صاحب بار دگر غور فرمائیں کہ کیا پروفیسر صاحب کا نام اور کالج کا نام درست لکھا گیا ہے؟ ایک اور جگہ رضوان صاحب لکھتے ہیں کہ...... "ایک زبان زد عام فارسی رباعی "شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین" دراصل ایک ایرانی شیعی شاعر معین الدین کاشفی ہروی کی ہے اور اہل تحقیق اس سے باخبر ہیں" (ص ۲۸۵)۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ قارئین کتاب کو (جن میں اکثریت "نااہلِ تحقیق" کی ہے) اس تحقیق سے باحوالہ، باخبر نہ کرنے میں کیا حکمت و مصلحت کارفرما ہے؟ رضوان صاحب نے غزوۂ حنین کے موقع پر حضور علیہ السلام کے ہاتھوں مالِ غنیمت کی تقسیم کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ واقعہ "جمہوری سیاست کا مظہر ہے" (ص ۱۳۱)۔ کیا یہ شان رسالت میں گستاخی اور جسارت نہیں؟ نبی علیہ السلام "شورائی سیاست" کے علم بردار تھے۔ جمہوریت جیسا مشرکانہ اور کافرانہ نظام ہو یا اشتراکیت اور سوشل ازم جیسا ملحدانہ اور ظالمانہ نظام، اسلام میں ان کی پیوند کاری...... چہ معنیٰ دارد؟ انقلاب ایران کے بارے میں رضوان صاحب کے الفاظ ہیں کہ "ایران سے ابھرنے والی کامیاب اسلامی تحریک (شیعیت سے قطع نظر)" (ص ۸۳)۔ رضوان صاحب فرمائیں کہ کیا ان کے استاذ معظم مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ بھی انقلاب ایران کے بارے میں یہی رائے رکھتے تھے؟ اور کیا واقعی اس انقلاب کو اتنی سہولت سے، شیعیت سے قطع نظر کرتے ہوئے، اسلامی تحریک قرار دیا جاسکتا ہے؟

رضوان صاحب کی کتاب پر مفصل تنقید کا یہ محل نہیں ہے۔ اور یوں بھی "دارالکتاب" (لاہور) سے یہ کتاب ہمیں فوری تبصرہ کی فرمائش کے ساتھ بھجوائی گئی ہے۔ کتاب میں شامل ایک خاص مضمون کی بابت ہمارا تأثر ابتدائی سطور میں ہی آپ پڑھ چکے ہیں۔ ہمیں مصنف کے طرز فکر اور طرز استدلال سے، اور بھی کئی مقامات پر اختلاف ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ مصنف کی تحریروں سے ایک خاص ذوقِ تحقیق اور وسعتِ مطالعہ ضرور جھلکتی ہے۔ کتاب میں شامل مقالات میں سے بعض کے عناوین کچھ یوں ہیں: بوسنیا، ماضی

و حال، ایک تاریخی و سیاسی جائزہ/ جیجنیا، ماضی و حال، تاریخ کے آئینہ میں /لاہور-قدیم عربی اور فارسی ماخذ میں/ کراچی کی تاریخی حیثیت -ایک نیا انکشاف/ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کا سیاسی پہلو/ طبری پر شیعیت کا الزام- تجزیہ و تردید/ امام شافعی کی ابتدائی زندگی- حقائق و اوہام /سید عبداللہ شاہ غازی اور تاریخ/ گجرات کے بزرگ شاہ دولہ اور تاریخ/ امام ابن تیمیہ اور سلطان محمد تغلق /نبی اکرم کی کفالت کس نے کی ؟/ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی قبور اور مولانا تقی عثمانی /سیدنا عثمانؓ کا قرآن کہاں ہے؟/ اسلام کا نظام معیشت اور زکوٰۃ -ایک تنقیدی جائزہ/مصر کے ڈاکٹر طہٰ حسین مرحوم سے ایک ملاقات/ ڈاکٹر محمد حمید اللہ- نقوش و تاثرات/ ماہر القادری- نقوش و تاثرات-

کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے درست لکھا ہے کہ "اہل علم کو اس مجموعہ میں بعض نادر چیزوں کے پڑھنے کا موقع ملے گا- مثلاً مطہر بن طاہر کی کتاب "البدء والتاریخ" سے منقول تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بشارتیں، اصل عبرانی تورات سے، عبرانی الفاظ میں- یا عباسی خلیفہ المتوکل (وفات ۲۴۷ھ) کے ہاتھ پر اسلام لانے والے ایک مشہور یہودی طبیب و عالم علی بن ربن الطبری کی کتاب "الدین والدولۃ" کا تعارف، جس میں اس نے اسلام اور یہودیت و عیسائیت کا تقابلی مطالعہ کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقانیت کو اجاگر کیا ہے"- ان دو مقالات کے علاوہ ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ کی کتاب "خطبات حرم" کا تنقیدی جائزہ، کتاب " نفحۃ العرب" کا تنقیدی جائزہ ، نور محمدی اور حدیث جابرؓ ....ایک تحقیقی جائزہ- بھی ایسے مقالات ہیں، جن میں مصنف کی محنت داد طلب ہے-

کتاب کی قیمت ۲۵۰ روپے اور کتابت و طباعت بہت معیاری ہے- اسے ادارہ علم و فن کراچی نے شائع کیا ہے جبکہ دارالکتاب (عزیز مارکیٹ، اردو بازار) لاہور، اس کا تقسیم کار ادارہ ہے-

نرخنامہ اشتہارات نقیب ختم نبوت

ٹائیٹل کا آخری صفحہ سالم ——— =/۲۰۰۰ روپے
ٹائیٹل کا دوسرا اور تیسرا صفحہ ——— =/۱۰۰۰ روپے
عام صفحہ (سالم) ——— =/۶۰۰ روپے
عام صفحہ (۱/۲) ——— =/۳۰۰ روپے
عام صفحہ (۱/۴) ——— =/۲۰۰ روپے

مستقل معاونین کے لئے خصوصی رعایت

سرکولیشن منیجر ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت دارِ بنی ہاشم ملتان

مسافرانِ آخرت

حضرت مولانا اللہ بخش صدیقی رحمہ اللہ:

مدرسہ صدیقیہ بہل (ضلع بھکر) کے بانی عالم باعمل اور نہایت متقی انسان 3 مارچ 2000ء کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک بیباک اور کھرے انسان تھے۔ دینی معاملات میں ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سختی کے ساتھ عمل کرتے تھے۔ ان کا وجود علاقہ بھر میں اللہ کی ایک نعمت تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی رحمہ اللہ:

مدرسہ اسلامیہ بورے والہ (ضلع وہاڑی) کے مہتمم اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی ۵ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ 12 مارچ 2000ء بروز اتوار نشتر ہسپتال ملتان میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک متبحر عالم دین، منکسر المزاج، متحرک اور جذبہ دینی سے معمور انسان تھے۔ اولاد نہ تھی اس لئے بھتیجوں کو پالا پوسا خصوصاً راؤ عبدالنعیم نعمانی کو بیٹا بنایا اور تربیت کی سینکڑوں مسلمانوں کو علم دین سکھایا اور پڑھایا آخری وقت میں ان کے منہ بولے بیٹے راؤ عبدالنعیم ان کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف رہے۔ 12 مارچ کو ہزاروں مسلمانوں نے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہ جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ) نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

ہمشیر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کی چھوٹی صاحبزادی، حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری اور مولانا حفظ الرحمٰن کی چھوٹی ہمشیر گزشتہ ماہ ملتان میں انتقال کر گئیں۔

والدہ مرحومہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن ملتان: مرزا قدیر بیگ مرحوم (والد مرزا خورشید بیگ ملتان)

حافظ محمد اسحٰق خان خاکوانی مرحوم: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کے ملتان میں مستقل میزبان تھے اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے حفظ قرآن کے ساتھی اور ہم سبق تھے۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کےلیے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

اراکین ادارہ پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں، مرحومین کے لیے مغفرت اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی خطاؤں کو معاف فرمانے اور حسنِ آخرت کا معاملہ فرمائے (آمین)

جنت میں گھر بنائیے!

تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ)
مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام

مرکزی مسجد عثمانیہ

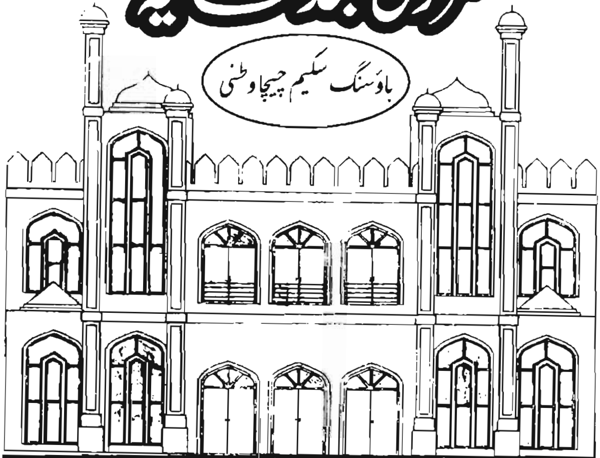

آرکیٹیکٹ: محمد عمران محبوب فیصل آباد 754274

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے نقد یا سامان کی صورت میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

رابطہ و معلومات اور ترسیل زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی فون نمبر: 611657 - 0445

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 9-2324 نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی
اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

منجانب
انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) فون نمبر 610955 - 0445
ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

مکتبۂ احرار لاہور کی نئی کتابیں

قیمت:=/150 روپے

حیات امیر شریعت

مؤلف: جانباز مرزا

* خطیب الامت * بطلِ حریت * امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

کی مستند سوانح حیات

*ملی و دینی خدمات * جہد ایثار اور عزیمت و استقلال

کا عظیم مرقع نیا ایڈیشن، رنگین اور دیدہ زیب سرورق

کے ساتھ پہلے تمام ایڈیشنوں سے یکسر مختلف اور منفرد

آزادی کی انقلابی تحریک

فوجی بھرتی بائیکاٹ ۱۹۳۹ء

مؤلف: محمد عمر فاروق

جنگ عظیم دوم میں ہندوستان سے انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف

ایک عظیم تحریک فوجی بھرتی کے خلاف ہندوستان بھر میں مجلس احرار اسلام کی پہلی اور تنہا آواز

* اکابر احرار کی جرأت و کردار * آزادی کے گمنام کارکنوں کا تذکرہ

* قربانی و ایثار کی لازوال داستان * ایمان پرور واقعات اور کفر شکن مہمات

* تاریخ آزادیٔ ہند کے اس روشن باب پر پہلی کتاب (قیمت=/150 روپے)

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

فون: 511961 - 061

ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ کی نادر علمی تصانیف

آثار التنزیل (جلد اول)
ضرورت القرآن، خصوصیات قرآن، نسخ فی القرآن، صداقت قرآن اور حقائق قرآن جیسے اہم پچیس مضامین پر مشتمل عظیم شاہکار 195/=

آثار التنزیل (جلد دوم)
ایک قرآن، آداب القرآن، اصحاب القرآن، قصص القرآن پر چند غیر مسلم مستشرقین کی آراء، چودہ مضامین پر مفصل کتاب —— 195/=

آثار التشریع
ضرورت فقہ، مقام فقہ، حقیقت فقہ، اساس فقہ، تدوین فقہ، اتباع فقہ، تاریخ اتباع فقہ، تاریخ تقلید، تاریخ ترک تقلید جیسے اہم عنوانات پر عصر حاضر کا فاضلانہ شاہکار —— 195/=

مطالعہ بریلویت مکمل سیٹ پانچ جلد
عقیدۂ نور بشر، مسئلہ علم غیب، عقیدہ مختار کل، عقیدۂ توحید، درود شریف بریلویت کی زد میں، مسئلہ قبور و مزارات قادیانیوں اور رضاخانیوں کی مشترکات پر ایک تاریخی فکری اور تحقیقی جائزہ —— 775/=

مقام حیات
موت کی حقیقت، عذاب قبر کی حقیقت، قبر کی حقیقت، حیات جسمانی، حیات برزخی، اکابر علماء دیوبند کا عقیدۂ حیات النبی جیسے اہم مسائل کا مدلل حل 170/=

عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت
حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی فرمائش پر لکھی گئی عقیدۂ ختم نبوت پر نایاب کتاب —— 140/=

آثار الاحسان
تصوف میں اختیار کی گئی بدعات، صوفیہ کرام محدثین کی نظر میں، حضرت تھانوی کا فیضان طریقت، تصوف کا علمی مقام احسان اور اسلام کے باطنی اور روحانی پہلو پر عصر حاضر کا شاہکار —— 195/=

معیارِ صحابیت
رافضیت کی تاریکی لکھی گئی باتوں کا کتاب و سنت کی روشنی میں مدلل جواب —— 75/=

امام اعظم ابو حنیفہ کا شجرہ علمی محدثین اور فقہا کی نسبت سے تعارف =20/

بخاری اکیڈمی
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت ملتان

کے دو عہد ساز نمبر

امیر شریعت نمبر

بیاد

امیر شریعت خطیب الامت، بطلِ حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

● اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار ● ایک تاریخ، ایک دستاویز، ایک داستان ● خاندانی حالات، سیرت کے مجلا اوراق ● خطابتی معرکے، سیاسی تذکرے ● بزم سے لیکر رزم اور منبر و محراب سے لے کر دار و رسن تک ● نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں، سیاسی مجادلوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آواز ہدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی ●

خوبصورت سہ رنگا سرورق، مجلد، اعلیٰ طباعت

صفحات: ۵۷۶، قیمت ۳۰۰ روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت صرف ۲۰۰ روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔

جانشین امیر شریعت نمبر

بیاد

جانشین امیر شریعت قائد احرار

سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

● ایک قادر الکلام خطیب اور متبحر عالم دین کے سوانح و افکار ● ایک مفکر اور قائد کے عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کا تذکرہ ● ایک شاعر و ادیب اور محقق کی علمی ادبی، صحافتی اور دینی و تحریکی خدمات ● تاریخ احرار کا ایک روشن باب ● فکر احرار کا امین و وارث ● عظمت صحابہ کا نقیب و محافظ ● ایک مفکر، مبلغ، خطیب اور ادیب کی داستانِ حیات

صفحات: ۳۰۰، قیمت ۵۰ روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کریں

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان فون: 061.511961

Monthly *Multan*

Naqeeb-E-Khatm-E-Nubuwwat

Regd.M-No.32 *Tel: 061-511961*

Vol No.11 **No. 4**

تمام مؤمنین اہلِ سنّت کو اسلامی سالِ نو ۱۴۲۱ھ مبارک

مجلس ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ

چھبیسویں سالانہ ۲۶

۱۰ محرم ۱۴۲۱ھ
۱ بجے دن تا نمازِ عصر

دار بنی ہاشم
مہربان کالونی
ملتان

بیاد

سبطِ رسول، پورِ بتول

قتیلِ سازشِ ابنِ سبا،

شہیدِ غیرت، مظلومِ کربلا

سیدنا حسین ابنِ علی رضی اللہ عنہ

خصوصی خطاب

آل نبی اولادِ علی، ابن امیرِ شریعت، حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری

دامت برکاتہم

امیر
مجلس احرارِ اسلام
پاکستان

بانی

ابن امیر شریعت، قائدِ احرار
حضرت مولانا

سید عطاء المحسن بخاری

رحمۃ اللہ علیہ

مجلس میں دیگر علماء اور دانشور بھی بارگاہِ حسینی میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کریں گے

تاریخ و سیرت کی روشنی میں تذکار و افکارِ حسین اور حقیقتِ حادثہ کربلا بیان کریں گے

نوٹ: شرکاءِ مجلس کے لئے دعوت و ضیافت کا اہتمام ہو گا

منجانب: مجلس احرارِ اسلام، پاکستان